احمدی انصار کی تربیت کیلئے

ماھنامہ

# انصاراللہ ربوہ

مارچ ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر

مرزا محمد الدین ناز

ماہنامہ

# انصار اللہ

ربوہ

مارچ ۱۹۹۳ء

ایڈیٹر

## مرزا محمد الدین ناز

پبلشر:۔ چوہدری محمد ابراہیم
پرنٹر:۔ قاضی منیر احمد
مطبع:۔ ضیاء الاسلام پریس۔ ربوہ
مقامِ اشاعت:۔ دفتر ماہنامہ انصار اللہ
دار الصدر جنوبی۔ ربوہ

## اس شمارے میں آپ کیلئے



جلد نمبر ۳۴
شمارہ نمبر ۳

شرح چندہ

| | |
|---|---|
| سالانہ چندہ | تیس ۳۰ روپے |
| قیمت فی پرچہ | ۳ روپے |

# قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر

موسم بہار کی آمد کے ساتھ ہی خدا تعالیٰ کے فضلوں کو جذب کرنے والا روحانی موسم بہار ماہِ رمضان المبارک اپنے جلو میں برکتوں اور رحمتوں کی گھٹائیں لئے در آیا۔ رمضان المبارک کی عظمتِ شان کا اندازہ اس ارشادِ خداوندی سے لگایا جا سکتا ہے۔ فرمایا:۔

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ ۔

کہ رمضان وہ مبارک مہینہ ہے جس کے بارہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا۔

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:۔

"درحقیقت تو روزہ عبادت کا معراج ہے۔ روزہ سب عبادتوں میں افضل ہے اور اس میں ساری عبادتیں سمٹ جاتی ہیں۔ تمام عبادتیں اپنے عروج تک پہنچ کر روزہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں۔ اس سے اُوپر صرف حج کا مقام ہے"

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۳ مئی ۱۹۸۶ء)

گویا روزہ عبادات کا گلدستہ ہے جس میں تقویٰ، ضبط نفس، قرب الٰہی کے ذرائع، نمازوں میں شغف، تلاوتِ قرآن کریم، ذکرِ الٰہی، شفقت علیٰ خلق اللہ کا جذبہ، جود و سخا، قبولیت دُعا وغیرہ کے گلہائے رنگارنگ اپنی رعنائی دکھا رہے ہیں۔ ان میں خود بھوکے رہ کر دوسروں کی تکلیف کا احساس کرنا نمایاں ہے۔ سیدنا حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ویسے تو سارا سال ہی اپنے بارانِ رحمت و شفقت سے ہر کس و ناکس کو سیراب کرتے مگر اس مبارک مہینہ میں آپؐ کی رحمت اور شفقت علیٰ خلق اللہ کی لہریں تیز ہواؤں کو شرماتی تھیں۔ صدقات و خیرات کو اپنی رفعت کا احساس آپؐ سے ہی طفیل ہوا۔ یتامیٰ اور مساکین کی عظمت آپؐ کی عنایات کی ہی رہین منت تھی! در رمضان کے روز و شب ایمان افروز نظاروں کے چشم دید گواہ تھے۔

سیدنا حضرت مصلح موعود روزہ کے فوائد بیان کرتے ہوئے ایک فائدہ یہ تحریر فرماتے ہیں:۔

"جب وہ فاقے رہ کر بھوک کی تکلیف محسوس کرتا ہے تو اپنے غریب بھائیوں کی خبرگیری کرتا ہے اور اُن کا ہلاکت سے بچنا خود اُسے بھی ہلاکت سے بچا لیتا ہے کیونکہ بعض افرادِ قوم کے بچنے سے آخر ساری قوم کو فائدہ پہنچتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کے دنوں میں بہت کثرت سے صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے احادیث میں آتا ہے کہ رمضان کے دنوں میں آپ تیز چلنے والی آندھی کی طرح صدقہ کیا کرتے تھے اور درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گُر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے ...... دُنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے۔"

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ ۳۷۵، صفحہ ۳۷۶)

روزہ علاوہ دیگر فوائد کے اس فائدہ کا بطورِ خاص درس دیتا ہے کہ اپنی چیز کم کر کے غرباء و یتامیٰ کی ضروریات کا خیال رکھیں اور یہی اولیاء اللہ اور مقربین بارگاہِ الوہیت کا شیوہ رہا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں :-

"پس مَیں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشست گاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو مَیں نے پہلے سے تجویز کر کے وقت پر حاضری کے لئے تاکید کر دی تھی دے دیتا"

(البدر جلد ۱ نمبر ۷ مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۰۲ء۔ صفحہ ۵۲)

روزہ کے اسی فائدہ کے بارہ میں سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل فرماتے ہیں :-

"میرا اپنا طرز پسندیدہ جو آثارِ سلف کے مطابق ہے، یہ ہے کہ خود روزہ رکھا اور اپنی روٹی کسی غریب کو کھلا دی" (حقائق الفرقان صفحہ ۳۰۴)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ اس امر کو رمضان کی گہری حکمت قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں :-

"رمضان میں ایک بڑا گہرا سبق پایا جاتا ہے۔ اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دکھوں کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں۔ ان تلخیوں میں سے گذریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں۔ اور وہ ایک طرف تو خدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گذارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر شکر کے ساتھ اُن کے بارہ مہینے کے دُکھ آسان کرنے کی کوشش کریں"

(خطبہ عید الفطر فرمودہ ۱۲ر جولائی ۱۹۸۳ء)

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صدقات و خیرات کے حوالے سے ہی

سیدنا حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے تابع اس رمضان المبارک میں بوسنیا کے لٹے پٹے باشندوں، یتامیٰ اور بیواؤں کی فریاد اور آہ و پکار کے جواب میں جماعتِ احمدیہ کو صدقہ و خیرات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک فرمائی ہے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کے جود و سخا کے پہلو پر روشنی ڈالتے ہوئے کہ رمضان المبارک میں آپؐ کی رحمت اور شفقت علی خلق اللہ کی ہوائیں برساتی ہواؤں سے بھی زیادہ سرعت سے چلنے لگتی تھیں۔ فرمایا کہ مالی قربانی کے اس میدان میں صرف جماعت احمدیہ ہے جو انفرادی اور اجتماعی طور پر قدم مار رہی ہے۔

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے متعدد بار خطباتِ جمعہ میں بوسنیا میں نہتے مسلمانوں پر ہونے والے مظالم کے خلاف نہ صرف عالمگیر سطح پر آواز اٹھائی بلکہ ہر ملک کے احمدیوں کو اموال اور دعاؤں کے ذریعہ امداد کرنے کی پرزور تحریک فرمائی۔ اسی تسلسل میں گذشتہ جمعہ ۵ مارچ ۱۹۹۳ء کو اب تک کی مالی قربانی کا جائزہ پیش فرمایا۔

اب تک جماعت احمدیہ عالمگیر نے ۲ لاکھ ۱۰ ہزار پونڈ کی ادائیگی کر دی ہے جس میں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے جماعت ہائے احمدیہ پاکستان سرِفہرست ہے جس کی طرف سے اب تک ۶۲,۶۹۲ پونڈ کی قربانی پیش کی گئی۔ جماعت ہائے احمدیہ برطانیہ نے ۴۵,۲۹۷ پونڈ اور جرمنی نے ۴۴,۷۵۸ پونڈ پیش کئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے تحریص و ترغیب کی خاطر کئی مخلصین کی ایمان افروز قربانی کا بھی تذکرہ فرمایا۔

یہ محض خدا تعالیٰ کا فضل ہے کہ جماعت احمدیہ کو ایک واجب الاطاعت روحانی امام کی مدبرانہ قیادت میسّر ہے۔ اور یہ بھی محض اسی کا کرم ہے اور پیارے مسیح موعود کے ذریعہ قائم کردہ روحانی نظام کی برکت ہے۔ کہ ایک صدی قبل قادیان سے اٹھنے والی ایک نحیف مگر پُر رعب آواز صورِ قدرتِ ثانیہ کے ذریعہ آسمانی رفعتوں سے ہمکنار ہو کر عالمگیریت حاصل کر چکی ہے۔ اس لئے جماعتِ احمدیہ عالمگیر اس وقت سطح ارضی پر واقعی سب سے زیادہ خوش قسمت اور سعادت مند ہے اور وہ وجود بڑے ہی قابلِ فخر اور لائقِ تحسین ہیں جو اس آواز کے سحر سے اپنی ہر حِس کو مخمور کرتے اور اپنے جوارح سے اس کیف آفریں کیفیت کو مجسم دیکھ اعمالِ حسنہ کے قالب میں ڈھالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اطاعتِ امام کی روح ہی دراصل زندہ قوموں کی علامت ہے۔ اور یہ زندگی کی علامت اس دور میں صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ میں پائی جاتی ہے ٭

## امام الکلام

# یہ مُبارک دِن ہیں

"رمض سورج کی تپش کو کہتے ہیں رمضان میں چونکہ انسان اکل و شرب اور تمام جسمانی لذتوں پر صبر کرتا ہے۔ دوسرے اللہ تعالیٰ کے احکام کے لئے ایک حرارت اور جوش پیدا کرتا ہے۔ روحانی اور جسمانی حرارت اور تپش مل کر رمضان ہوا۔ اہل لغت جو کہتے ہیں کہ گرمی کے مہینہ میں آیا اس لئے رمضان کہلایا میرے نزدیک یہ صحیح نہیں ہے کیونکہ عرب کے لئے یہ خصوصیت نہیں ہو سکتی روحانی رمض سے مراد روحانی ذوق و شوق اور حرارت دینی ہوتی ہے رمض اس حرارت کو بھی کہتے ہیں جس سے پتھر وغیرہ گرم ہو جاتے ہیں۔"

"صرف فدیہ تو شیخ فانی یا اس جیسوں کے واسطے ہو سکتا ہے جو روزہ کی طاقت کبھی بھی نہیں رکھتے ورنہ عوام کے واسطے جو صحت پا کر روزہ رکھنے کے قابل ہو جاتے ہیں۔ صرف فدیہ کا خیال کرنا اباحت کا دروازہ کھول دینا ہے۔ جس دین میں مجاہدات نہ ہوں وہ دین ہمارے نزدیک کچھ نہیں۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے بوجھوں کو سر پر سے ٹالنا سخت گناہ ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جو لوگ میرے راہ میں مجاہدہ کرتے ہیں ان کو ہی ہدایت دیجاوے گی۔

فرمایا۔ خدا تعالیٰ نے دین اسلام میں پانچ مجاہدات مقرر فرمائے ہیں۔ نماز، روزہ، زکواۃ صدقات، حج، (۔) دشمن کاذب اور دفع خواہ سیفی ہو۔ خواہ قلمی۔ یہ پانچ مجاہدے قرآن شریف سے ثابت ہیں۔ (.....) کو چاہیئے کہ ان میں کوشش کریں اور انکی پابندی کریں۔ یہ روزے تو سال میں ایک ماہ کے ہیں۔ بعض اہل اللہ تو نوافل کے طور پر اکثر روزے رکھتے رہتے ہیں۔ اور ان میں مجاہدہ کرتے ہیں۔ ہاں دائمی روزے رکھنا منع ہیں۔ یعنی ایسا نہیں چاہیئے کہ آدمی ہمیشہ روزے ہی رکھتا رہے بلکہ ایسا کرنا چاہیئے کہ نفلی روزہ کبھی رکھے اور کبھی چھوڑ دے۔"

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں۔ طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں"۔

(تفسیر حضرت مسیح موعود سورۃ بقرہ صفحہ 259 تا 264)

کلام الامام

# روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے

"پھر لعلکم تتقون میں ایک اور فائدہ یہ بتایا کہ روزہ رکھنے والا برائیوں اور بدیوں سے بچ جاتا ہے۔ اور یہ غرض اس طرح پوری ہوتی ہے کہ دنیا سے انقطاع کی وجہ سے انسان کی روحانی نظر تیز ہو جاتی ہے اور وہ ان عیوب کو دیکھ لیتا ہے جو اسے پہلے نظر نہ آتے تھے اسی طرح گناہوں سے انسان اس طرح بھی بچ جاتا ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے روزہ اس چیز کا نام نہیں کہ کوئی شخص اپنا منہ بند رکھے اور سارا دن نہ کچھ کھائے اور نہ پئے بلکہ روزہ یہ ہے کہ مونہہ کو کھانے پینے سے ہی نہ روکا جائے بلکہ اسے ہر روحانی نقصان دہ اور ضرر رساں چیز سے بھی بچایا جائے نہ جھوٹ بولا جائے۔ نہ گالیاں دی جائیں۔ نہ غیبت کیجائے۔ نہ جھگڑا کیا جائے۔ اب دیکھو زبان پر قابو رکھنے کا حکم تو ہمیشہ کے لئے ہے لیکن روزہ دار خاص طور پر اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ کیونکہ اگر وہ ایسا نہ کرے تو اس کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اگر کوئی شخص ایک مہینہ تک اپنی زبان پر قابو رکھتا ہے۔ تو یہ امر باقی گیارہ مہینوں میں بھی اس کے لئے حفاظت کا ایک ذریعہ بن جاتا ہے اور اس طرح روزہ اسے ہمیشہ کے لئے گناہوں سے بچا لیتا ہے۔

پھر لعلکم تتقون میں روزہ کا ایک اور فائدہ یہ بتایا گیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں تقویٰ پر ثباتِ قدم حاصل ہوتا ہے اور انسان کو روحانیت کے اعلیٰ مدارج حاصل ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزوں کے نتیجہ میں صرف امراء ہی اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل نہیں کرتے بلکہ غرباء بھی اپنے اندر ایک نیا روحانی انقلاب محسوس کرتے ہیں اور وہ بھی اللہ تعالیٰ کے وصال سے لطف اندوز ہوتے ہیں۔ غرباء بیچارے سارا سال ہی تنگی سے گزارہ کرتے ہیں اور بعض دفعہ انہیں کئی کئی فاقے بھی آجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے ذریعہ انہیں توجہ دلائی ہے کہ ان فاقوں سے بھی ثواب حاصل کر سکتے ہیں اور خدا تعالیٰ کے لئے فاقوں کا اتنا ثواب ہے کہ حدیث میں آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا

**الصوم لی وانا اجزی به**

یعنی ساری نیکیوں کے فوائد اور ثواب الگ الگ ہیں لیکن روزہ کی جزاء خود میری ذات ہے اور خدا تعالیٰ کے ملنے کے بعد انسان کو اور کیا چاہیئے" (تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 377)

## عربی منظوم کلام

يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا يَوْمًا يُشَيِّبُ ثَوْهَدَا

اے لوگو! اُس دن سے ڈرو ۔ جو جوانوں کو بوڑھا کر دے گا۔

اَلَامُهٗ مَا تَنْقَضِي وَأَسِيرُهٗ مَا يُفْتَدٰى

اور نہ ہی اُس کے درد ختم ہونگے اور نہ ہی اسکا قیدی فدیہ دے کر چھڑایا جائیگا۔

وَاللّٰهِ إِنِّي مَا ضَلَلْتُ وَمَا عَدَلْتُ عَنِ الْهُدٰى

اللہ کی قسم میں گمراہ نہیں ہُوا اور نہ میں ہدایت سے برطرف ہُوا ہوں۔

لٰكِنَّنِي مُذْ لَمْ أَزَلْ مِمَّنْ إِذَا هُدِيَ اهْتَدٰى

لیکن میں جب سے ہوں اُن لوگوں میں سے ہوں جن کو جب راہ دکھائی جاوے راہ پا لیتے ہیں۔

لِلّٰهِ حَمْدٌ ثُمَّ حَمْدٌ قَدْ عَرَفْنَا الْمُقْتَدٰى

اللہ ہی کے لئے حمد پر حمد ہے کہ ہم نے اپنا مقتدا پہچان لیا۔

كَادَتْ تُعَفِّيْنِي ضَلَالَاتٌ فَأَدْرَكَنِي الْهُدٰى

قریب تھا کہ مجھ کو گمراہیاں مٹا دیتیں مگر ہدایت نے مجھ کو پا لیا۔

يَا صَاحِ إِنَّ اللّٰهَ قَدْ أَعْطٰى لَنَا هٰذَا اجْتَدَا

اے ساتھی! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہم کو یہ عطا بخشی ہے۔

(درثمین عربی مترجم صہ ۱۳)

## فارسی منظوم کلام

کور گر گوید کجا ہست آفتاب مے شود در کوریٔ اش رسوا ترے

اگر اندھا کہے کہ سورج کہاں ہے تو وہ اپنے اندھے پن میں زیادہ رسوا ہوگا

در خورِ تاباں مکُن شک و گماں تا ملامت را نہ گردی درخورے

چمکتے ہوئے سورج کے متعلق شک و شبہ نہ کر تاکہ تو ملامت کے لائق نہ ٹھہرے

گر خدا خواہی چرا کج مے روی چوں نمے ترسی زِ قہرِ قاہرے

اگر تو خدا کا طالب ہے تو کج روی نہ کر اُس قاہر خدا کے غضب سے کیوں نہیں ڈرتا

چوں نمے ترسی زِ روزِ باز پرس چوں نہ ترسی از حضورِ داورے

تو روزِ قیامت سے کیوں نہیں ڈرتا انصاف کرنے والے خدا سے کیوں خوف نہیں کھاتا

افترائے شاں چساں گشتت یقیں یا خدایت وا نمودہ دفترے

یقینی بات تیرے نزدیک کیونکر افترا بن گئی یا خدا نے ہی تیرے سامنے کوئی دفتر کھول دیا ہے

نورِ شاں یک عالمے را در گرفت تو ہنوز اے کور در شور و شرے

ان نبیوں کے نور نے ایک جہان کو گھیر لیا۔ لیکن اے اندھے تو ابھی غل اور شور میں مبتلا ہے

لعلِ تاباں را اگر گوئی کثیف زیں چہ کاہد قدرِ روشن جوہرے

چمکدار لعل کو اگر تو خراب کہہ دے تو اس سے آبدار ہیرے کی قیمت کیونکر گھٹ سکتی ہے

(درثمین فارسی مترجم صـ ۲۲-۲۳)

## مُبارک کر! مُبارک کر! مُبارک کر

# یہ ایک قوم ہو جائے جو تُو نے پسند کرلی ہو

### سیدنا حضرت مصلح موعودؓ کا ایک ایمان افروز مضمون بعنوان "ماہ رمضان"

ماہ رمضان کیا بلحاظ اس کے کہ خدا تعالیٰ نے اسے دوسرے مہینوں سے زیادہ معزز کیا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ اس میں دعاؤں کا زیادہ موقعہ ملتا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ اس میں ہر ایک (......) کو ایک مجاہدہ کرنا پڑتا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ کمزور سے کمزور انسان کو بھی اس کی بدولت شب بیداری سے کچھ نہ کچھ حصہ مل رہتا ہے۔ کیا بلحاظ اس کے کہ اس میں بحکم اللہ جل شانہ کچھ نہ کچھ سخاوت کرنی ہی پڑتی ہے۔ اور کیا بلحاظ اس کے کہ اس ماہ میں دعائیں زیادہ قبول ہوتی ہیں اور اللہ کی رحمتیں کثرت سے نازل ہوتی ہیں۔ ایک مبارک اور نہایت ہی مبارک مہینہ ہے۔ پس مبارک ہے وہ جو اس ماہ سے فائدہ اٹھائے اور جب اس مبارک مہینہ کو رخصت کرے تو اس میں ایک خاص تبدیلی پیدا ہو چکی ہو۔ کیا خدا تعالیٰ کو کسی کو بھوکا رکھنے میں کچھ فائدہ ہے۔ کیا اگر ہم سارا دن بھوکے رہیں اور کھانے پینے سے پرہیز کریں تو خدا تعالیٰ کی بادشاہی میں ترقی ہو جاتی ہے۔ نہیں ہرگز نہیں اس کی طاقت نہ کم ہوتی ہے نہ زیادہ کیونکہ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو ہر ایک نقص سے پاک ہے اس کی طاقت کو کوئی زوال نہیں کیونکہ وہ ازلی ابدی ہے اور اس کی طاقت میں کوئی ترقی نہیں کیونکہ اس سے اوپر اور کوئی چیز نہیں۔ پس یاد رکھو کہ ہمارے روزہ رکھنے سے خدا تعالیٰ کا کوئی فائدہ نہیں پس وہ بات جس کے لئے روزہ فرض کیا گیا ہے ہماری اپنی پاکیزگی ہے۔ خدا تعالیٰ چونکہ رحیم ہے اس نے اپنے بندوں کو پاک کرنے...... اور گناہوں سے بچانے کے لئے کچھ علاج مقرر فرمائے ہیں جن میں سے ایک روزہ بھی ہے ایک امیر اپنے فاقہ کش بھائی کی مصیبت کو کس طرح سمجھ سکتا ہے مگر روزہ سے کیونکہ روزہ..... اس کو بھوک اور پیاس کی تکلیف کا دکھ بتائیگا۔ ایک متکبر کس طرح اپنی بے بسی پر واقف ہو سکتا ہے مگر روزہ سے کیونکہ روزہ رکھنے سے اسے معلوم ہو گا کہ روزہ زندگی کے ہر ایک لمحہ میں مختلف چیزوں کا محتاج جیسے روزہ کے وقت بھوک اور پیاس اس کو ستاتی ہیں ایسا ہی اس کے غریب ہمسایہ کو کہ اس میں اور اس میں کچھ فرق نہیں ہے۔ روزہ کی بدولت انسان نفسانی خواہشات سے محفوظ رہتا ہے اور ترش کلامی سے بچا رہتا ہے۔ روزہ کی بدولت انسان میں سخاوت کا مادہ

پیدا ہوتا ہے۔ روزہ کی بدولت انسان میں ہمت واستقلال کا مادہ پیدا ہو جاتا ہے۔ روزہ کی بدولت انسان کو اپنے نفس پر قابو حاصل ہوتا ہے۔ غرض اگر انسان سچے دل سے اور روزہ کی تمام شرائط کو پورا کرتے ہوئے روزہ رکھے تو رمضان کا مہینہ اس کی عمر کے تمام سالوں کو گناہوں سے پاک کر دیتا ہے پس اس وقت میری اس مضمون سے یہ غرض ہے کہ میرے دوست واحباب اس مہینہ کو ضائع نہ ہونے دیں۔ جہاں تک ہوسکے اس سے فائدہ اٹھائیں۔ سحری کے وقت اٹھنا پڑتا ہی ہے اگر اس وقت خلوص دل سے دعائیں کریں تو ضرور ہے کہ خدا تعالیٰ ان پر خاص طور سے رحم کرے اور ان کے دکھوں اور تکلیفوں کو دور کرے کیا ہم کو اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے یا کیا ہمارے مرنے کے بعد ہمارے اعمال کا محاسبہ نہیں ہونا پس جب کہ نہ تو ہم اس دنیائے فانی میں ہمیشہ رہینگے اور نہ ہمارے اعمال بھلائے جائینگے تو کیا ہمارے لئے موقعہ نہیں کہ اس دنیا کو آخرت کی کھیتی سمجھ کر جو وقت اور موقعہ ملے اسے غنیمت سمجھیں۔ پس اے میرے دوستو جو اس مضمون کو پڑھتے ہو خود دعاؤں میں لگ جاؤ اور اپنے دوستوں کو یہ مضمون سنا کر انہیں تحریک کرو کہ وہ بھی اپنے وقتوں کا نیک استعمال کریں کیا تم سمجھتے ہو کہ مسیح پر ایمان لانے سے تم خدا کے عذابوں سے بچ گئے۔ نہیں میں سچ سچ کہتا ہوں کہ تم اور بھی پھنس گئے ہو کیونکہ پہلے تو تم ناواقفی کے حیلہ سے بچ سکتے تھے مگر اب خدا کی حجت تم پر قائم ہو چکی ہے اور تم خدا کے حضور میں مجرم قرار دیئے جا چکے ہو۔ پس اگر الٰہی عذاب سے بچنا چاہتے ہو تو دنیا کے لئے دین سے غافل مت ہو اور گناہوں میں مت پھنسو کیونکہ گناہ انسانی دل کو زنگ آلودہ کر دیتے ہیں اور جس کے دل پر زنگ لگ جائے وہ ہدایت سے دور ہو جاتا ہے۔ تم اپنے اعمال کو اس طرح درست کرو کہ لوگوں کو تمہاری وجہ سے ٹھوکر نہ لگے ایسا نہ ہو کہ لوگ قیامت کے دن خدا تعالیٰ کے حضور عذر پیش کریں کہ وہ جماعت جو تو نے قائم کی تھی اس کے اعمال ایسے گندے تھے کہ ہمیں اس میں داخل ہونے سے نفرت پیدا ہوتی تھی اور ہمیں تیرا چہرہ ان میں نظر نہ آتا تھا کیونکہ وہ گناہوں میں گرفتار تھے اور شیطان ان کے دلوں میں حکومت کرتا تھا۔ پس خدا کے عذاب سے ڈرو کہیں ایسا نہ ہو کہ فرشتے تمہارا نام ان لوگوں میں لکھ دیں جو دنیا کی گمراہی کا باعث ہوئے۔ دعاؤں میں لگے رہو۔ کیونکہ دل سے نکلی ہوئی دعائیں ضائع نہیں جاتیں۔ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ مضطر کی دعاؤں کو سنے گا اور خدا اپنے وعدوں کا جھوٹا نہیں ہے پس اپنے دلوں میں ایک اضطرار پیدا کرو جو عرش کو ہلا دے اور تمہارے دل خدا کی محبت سے پر ہو جائیں۔ کیونکہ محبت سے بھرے ہوئے دل خدائے تعالیٰ کے خزانے ہوتے ہیں اور کون ہے جو اپنے خزانہ کو تباہ کرے گا پس اگر چاہتے ہو کہ آنے والے عذابوں سے محفوظ رہو تو اپنے دلوں کو پاک کرو اور خدا کی محبت میں سرشار ہو جاؤ قبل اس کے کہ خدا کی طرف سے تم پر موت وارد ہو تم اپنے نفسوں کو مارو کیونکہ خدا کسی انسان پر دو موتیں وارد نہیں کرتا۔ دیکھو زمانہ نازک ہے

وحدت پیدا کرو کیونکہ جو بھیڑ اکیلی ہوتی ہے اسے بھیڑیا لے جاتا ہے اگر تمہارے دلوں میں پھوٹ ہوگی اور تم روحانی طور سے اکیلے ہوجاؤ گے تو یاد رکھو کہ شیطان تمہارے دلوں کو اچک لیجائے گا اور روحانی طور سے تم ہلاک ہوجاؤ گے۔ میرے دل میں تمہارے لئے ایک درد ہے اور بڑا درد ہے جس کا خدا کے سوا اور کوئی عالم نہیں اور اس لئے میں مجبور ہوں کہ تمہیں تمہاری بھلائی کی طرف بلاؤں اور نیکی کے طریق تم پر ظاہر کروں اور اس خیر خواہی کے جوش کو اس بات نے اور بھی دوبالا کر دیا کہ میں رسالہ تشحیذ الاذہان کے لئے اپنی میز میں سے ایک مضمون تلاش کر رہا تھا کہ مجھے ایک کاغذ ملا جو میری ایک دعا تھی جو میں نے پچھلے رمضان میں کی تھی مجھے اس دعا کے پڑھنے سے زور سے تحریک ہوئی کہ اپنے احباب کو بھی اس طرف متوجہ کروں۔ نہ معلوم کس کی دعا سنی جائے۔ اور خدا کا فضل کس وقت ہماری جماعت پر ایک خاص رنگ میں نازل ہو۔ میں اپنا درد دل ظاہر کرنے کے لئے اس دعا کو یہاں نقل بھی کر دیتا ہوں کہ شاید کسی سعید الفطرت کے دل میں جوش پیدا ہو اور وہ اپنے رب کے حضور میں اپنے لئے اور جماعت احمدیہ کے لئے دعاؤں میں لگ جائے۔ جو کہ میری اصل غرض ہے۔ وہ دعا یہ ہے۔

اے میرے مالک میرے قادر خدا میرے پیارے میرے مولیٰ میرے رہنما۔ اے خالق ارض وسما۔ اے متصرف آب وہوا۔ اے خدا جس نے آدم سے لیکر حضرت عیسیٰ تک لاکھوں ہادیوں اور کروڑوں رہنماؤں کو دنیا کی ہدایت کے لئے بھیجا۔ اے وہ علی و کبیر جس نے آنحضرت جیسا عظیم الشان رسول مبعوث کیا۔ اے وہ رحمان جس نے مسیح سا رہنما آنحضرت ﷺ کے غلاموں میں پیدا کیا۔ اے نور کے پیدا کرنے والے اے ظلمات کے مٹانے والے تیرے حضور ہاں صرف تیرے ہی حضور میں مجھ سا ذلیل بندہ جھکتا اور عاجزی کرتا ہے کہ میری صدا سن اور قبول کر کیونکہ تیرے ہی وعدوں نے مجھے جرأت دلائی ہے کہ میں تیرے آگے کچھ عرض کرنے کی جرأت کروں میں کچھ نہ تھا تو نے مجھے بنایا میں عدم میں تھا تو مجھے وجود میں لایا۔ میری پرورش کے لئے اربعہ عناصر بنائے اور میری خبر گیری کے لئے انسان کو پیدا کیا جب میں اپنی ضروریات کو بیان تک نہ کر سکتا تھا۔ تو مجھ پر وہ انسان مقرر کئے جو میری فکر خود کرتے تھے پھر مجھے ترقی دی اور میرے رزق کو وسیع کیا۔ اے میری جان تو نے آدم کو میرا باپ بننے کا حکم دیا اور حوا کو میری ماں مقرر کیا اور اپنے غلاموں میں سے ایک غلام کو جو تیرے حضور میں عزت سے دیکھا جاتا تھا۔ اس لئے مقرر کیا۔ کہ وہ مجھ سے بے سمجھ اور نادان اور کم فہم انسان کے لئے تیرے دربار میں سفارش کرے اور تیرے رحم کو میرے لئے حاصل کرے میں گنہگار تھا تو نے ستاری سے کام لیا میں خطا کار تھا تو نے غفاری سے کام لیا۔ ہر ایک تکلیف اور دکھ میں میرا ساتھ دیا۔ جب کبھی مجھ پر مصیبت پڑی تو نے میری مدد کی اور جب کبھی میں گمراہ ہونے لگا۔ تو نے میرا ہاتھ پکڑ لیا باوجود میری شرارتوں کے تو نے چشم

پوشی کی۔ اور باوجود میرے دور جانے کے تو میرے قریب ہوا۔ میں تیرے نام سے غافل تھا۔ مگر تو نے مجھے یاد رکھا۔ ان موقعوں پر جہاں والدین اور عزیز و اقربا اور دوست و غمگسار مدد سے قاصر ہوتے ہیں تو نے اپنی قدرت کا ہاتھ دکھایا اور میری مدد کی۔ میں غمگین ہوا تو تو نے مجھے خوش کیا میں افسردہ دل ہوا تو تو نے مجھے شگفتہ کیا۔ میں رویا تو تو نے مجھے ہنسایا کوئی ہو گا جو فراق میں تڑپتا ہو مجھے تو تو نے خود ہی چہرہ دکھایا تو نے مجھ سے وعدے کئے اور پورے کئے اور کبھی نہیں ہوا کہ تجھ سے اپنے اقراروں کے پورا کرنے میں کوتاہی ہوئی ہے میں نے بھی تجھ سے وعدہ کئے اور توڑے مگر تو نے اس کا کچھ خیال نہیں کیا میں نہیں دیکھتا کہ مجھ سا گنہگار کوئی اور بھی ہو اور میں نہیں جانتا کہ مجھ سے زیادہ مہربان تو کسی اور گنہگار پر بھی ہو۔ تیرے جیسا شفیق وہم و گمان میں بھی نہیں آسکتا جب میں تیرے حضور میں گڑگڑایا اور زاری کی تو نے میری آواز سنی اور قبول کی میں نہیں جانتا کہ تو نے کبھی میری اضطرار کی دعا رد کی ہو پس اے میرے خدا میں نہایت درد دل سے اور سچی تڑپ کے ساتھ تیرے حضور میں گرتا اور سجدہ کرتا ہوں اور عرض کرتا ہوں کہ میری دعا کو سن اور میری پکار کو پہنچ۔ اے میرے قدوس خدا میری قوم ہلاک ہو رہی ہے اسے ہلاکت سے بچا۔ اگر وہ احمدی کہلاتے ہیں تو مجھے ان سے کیا تعلق جب تک ان کے دل اور سینے صاف نہ ہوں۔ اور وہ تیری محبت میں سرشار نہ ہوں۔ مجھے ان سے کیا غرض۔ سو اے رب میرے اپنی صفات رحمانیت اور رحیمیت کو جوش لا اور ان کو پاک کر دے صحابہ کا جوش و خروش ان میں پیدا ہو اور وہ تیرے دین کے لئے بے قرار ہو جائیں انکے اعمال ان کے اقوال سے زیادہ عمدہ اور صاف ہوں وہ تیرے پیارے چہرہ پر قربان ہوں اور نبی کریم ﷺ پر فدا۔ تیرے مسیح کی دعائیں ان کے حق میں قبول ہوں اور اس کی پاک اور سچی تعلیم ان کے دلوں میں گھر کر جائے۔ اے میرے خدا میری قوم کو تمام ابتلاؤں اور دکھوں سے بچا اور قسم قسم کی مصیبتوں سے انہیں محفوظ رکھ۔ ان میں بڑے بڑے بزرگ پیدا کر یہ ایک قوم ہو جائے جو تو نے پسند کر لی ہو اور ایک گروہ ہو جس کو تو ...... اپنے لئے مخصوص کرے شیطان کے تسلط سے محفوظ رہیں اور ہمیشہ ملائکہ کا نزول ان پر ہوتا رہے اس قوم کو دین و دنیا میں مبارک کر مبارک کر مبارک کر آمین ثم آمین یارب العالمین۔

اس کے بعد میں اپنے لئے، اپنے بھائیوں کے لئے اپنی والدہ کے لئے اپنی ہمشیروں کے لئے اپنے دوستوں کے لئے اور ان لوگوں کیلئے جن کے نام نیچے لکھتا ہوں دعا کرتا ہوں اور نہایت عاجزی سے دعا کرتا ہوں کہ ہم کو دین دنیا میں مبارک کر۔ نیک کر۔ پاک کر۔ اپنے لئے چن لے۔ ہدایت کا پھیلانے والا بنا ...... کا خادم بنا اور صحت و پاک عمر عطا فرما ہم ...... پر مریں اور تو ہماری وفات پر ہم پر خوش ہو اور ہماری عمر تیری ناراضگی سے پاک ہو۔ پھر میں خاص طور سے خلیفہ وقت کے لئے دعا کرتا ہوں کہ اے

باقی صفحہ ۲۲ پر

# عید الفطر کی حیثیت شجر رمضان کے طیب اور شیریں پھل کی ہے

## سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کے ایمان افروز خطبہ عید الفطر فرمودہ ۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء سے اقتباس

**آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور جو تحفے آپس میں بانٹتے ہیں ان میں غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں**

آج میں نے سوچا کہ میں احباب جماعت کو بتاؤں کہ کیوں ان کی عید بور ہوتی ہے اور اس عید میں لذت پیدا کرنے کا طریق کیا ہے...... عید کا دوسرا پہلو خدمت خلق ہے۔ غریب کے دکھ میں شریک ہونا اس کا دکھ بانٹنا اور اپنے سکھ اس کے ساتھ تقسیم کرنا یہ اور اس قسم کے دوسرے نیکی کے کام خدمت خلق سے تعلق رکھتے ہیں۔ چنانچہ رمضان سے پہلے میں نے احباب جماعت پر بڑی تفصیل سے واضح کیا تھا کہ رمضان میں ایک بڑا گہرا سبق پایا جاتا ہے اور روزہ کے اندر دوسری بہت سی حکمتوں کے علاوہ ایک بڑی گہری حکمت یہ ہے کہ امراء بھی غریبوں کے دکھوں کو سمجھنے کے اہل ہو سکیں ان تلخیوں میں سے گزریں جن تلخیوں میں سے اکثر غرباء ہمیشہ گزرتے ہیں۔ اور وہ ایک طرف تو خدا کا شکر کریں کہ یہ ایک مہینہ جو ہم نے گزارا ہے ہمارے بعض بھائی ایسے ہیں جن کے بارہ مہینے اسی طرح گزرتے ہیں اور پھر شکر کے ساتھ ان کے بارہ مہینے کے دکھ آسان کرنے کی کوشش کریں۔ یہ وہ دوسرا سبق ہے جو رمضان شریف نے ہمیں عطا کیا ہے۔

پس لازماً اس عید میں بھی خدمت خلق کا پھل لگنا چاہیئے۔ یہ دوسرا میٹھا پھل ہے جو اس عید کو قدرتی طور پر عطا ہونا چاہیئے۔ لیکن اگر آپ اس پھل کی طرف ہاتھ نہ بڑھائیں اور اپنی لذتیں دوسری جگہ ڈھونڈیں تو آپ یقیناً بور ہوں گے کیونکہ یہ بات اور یہ سوچ انسان کو اپنے مقصد سے ہٹانے والی ہے۔ اس نقطہ نگاہ سے جب ہم دیکھتے ہیں تو وہ مسئلہ بھی حل ہو جاتا ہے جو بعض لوگوں کے لئے پیدا ہو جاتا ہے کہ مزاج خراب ہو رہے ہیں 'مصیبت پڑی ہوئی ہے' 'بور ہو رہے ہیں' انہی گھروں میں اور اپنے رشتہ داروں میں جاجا کر جن کے گھروں میں ہمیشہ جاتے تھے۔

قرآن کریم نے اس فلسفہ کو ایک موقع پر ایک اور چھوٹی سی آیت میں اس طرح بیان فرمایا کہ دیکھو تمہارے تحائف کا تبادلہ **دولة بين الاغنياء منكم** (الحشر ۵۹ آیت : ۹) نہیں ہونا چاہیئے۔ یعنی جو تمہارے تحفے پھرتے ہیں اور جو تمہاری محبت کی راہیں ہیں وہ اپنے رشتہ داروں عزیزوں اور ہم پلہ اور ہم کفو لوگوں تک ہی نہیں رہنی چاہئیں۔ اگر یہ ہو تو ایک چکر امراء کا اوپر چلتا رہتا ہے اور ایک غرباء کا نیچے چلتا رہتا ہے اور انہی دائروں میں نعمتیں گھومتی رہتی ہیں یا نعمتوں کا فقدان چکر لگاتا رہتا ہے جن دائروں میں اس سے پہلے گھوما کرتی تھیں۔ اللہ تعالیٰ ایک اور محبت کا دائرہ قائم کرنا چاہتا ہے۔ یعنی امارت سے غربت کی طرف اور غربت سے امارت کی طرف۔ اور یہ اسلام کا امتیاز ہے۔ نہایت ہی سائنٹفک طریق پر اور نہایت ہی اعلیٰ پیمانے پر اسکی تعلیم دی گئی ہے۔ اس لئے وہ لوگ جو اپنے جیسے لوگوں کے گھروں میں جہاں پہلے گھوما

کرتے تھے اگر وہیں گھومتے رہیں گے تو چونکہ یہ قرآنی تعلیم کے خلاف ہے اور اس کی روح کے منافی ہے اس لئے لذت نہیں پائیں گے اس کے برعکس صورت پیدا کریں گے جو اصل اسلام کی عید ہے تو ان کی زندگی میں آج کا دن ایک نہایت ہی مسرت لانے والا دن بن جائے گا۔

اس نقطہ نگاہ سے میں آپ کو نصیحت کرتا ہوں کہ آج کے دن امراء اپنے غریب بھائیوں کے گھروں میں جائیں اور وہ تحفے جو آپس میں بانٹتے ہیں ان میں اپنے غریب بھائیوں کو بھی شامل کریں۔ آپس میں بھی ضرور کچھ نہ کچھ بانٹیں کیونکہ یہ حق ہے۔ ذی القربیٰ کا بھی حق ہے۔ دوستوں کا بھی ہے' یہ حقوق بھی ادا ہونے چاہئیں۔ لیکن ایک حق جو آپ مار کر بیٹھ گئے ہیں جب تک وہ حق ادا نہیں کریں گے اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نظارہ نہیں دیکھ سکیں گے۔ اور وہ حق جس کے متعلق میں نے کہا ہے مار کر بیٹھ گئے ہیں۔ اس حق سے مراد ہے :-

فی اموالھم حق معلوم۔ للسائل والمحروم۔

(المعارج ۷۰ آیت ۲۶-۲۷)

کہ جن کو ہم نے بڑی بڑی نعمتیں عطا کی ہیں اور دولتیں بخشی ہیں ان کے اموال میں غرباء کا حق ہے۔ ایک طرح تو ہر کوئی یہ حق کچھ نہ کچھ ضرور ادا کرتا ہے اور اس عید میں شامل ہو جاتا ہے مثلاً جب وہ فطرانہ دیتا ہے جب وہ عید فنڈ دیتا ہے تو یقیناً اس حق کو ادا کر رہا ہوتا ہے۔ دنیا کے کسی مذہب میں بھی اس حق کو اس تفصیل کے ساتھ ایک اصول کے مطابق اور ایک تنظیم کے تحت ادا نہیں کیا جاتا جس طرح اسلام میں کیا جاتا ہے مگر جو زائد بات میں آپ کو بتانا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ مما رزقنھم ینفقون کے تابع پھر بھی یہ حق پورا ادا نہیں ہوتا جب تک آپ خود اپنے وقت کو بھی اور دیگر طاقتیں جو خدا نے آپ کو بخشی ہیں ان کو بھی غریب کے لئے قربان نہ کریں۔ پھر آپ کی پوری عید ہوگی پھر آپ کو پتہ لگے گا کہ عید میں لذت کیا ہے مثلاً آج عید کی نماز کے بعد ضروری امور سے فارغ ہو کر اگر وہ لوگ جن کو خدا نے نسبتاً" زیادہ دولت عطا فرمائی ہے زیادہ تموّل کی زندگی بخشی ہے وہ کچھ تحائف لیکر غریبوں کے ہاں جائیں اور غریب بچوں کے لئے کچھ مٹھائیاں لے جائیں جو ان کے گھر میں زائد پڑی تھیں اور جو ان کا پیٹ خراب کرنے کے لئے مقدر تھیں وہ غریب بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے ساتھ لے جائیں اور وہ زائد پھل بھی جس نے زائد از ضرورت استعمال کی وجہ سے ان کو ہیضہ کر دینا تھا۔ غریب بچوں کو دیں تاکہ ایک دن تو ایسا ہو کہ انکو بھی کچھ نصیب ہو۔ تو کچھ وہ پھل پکڑیں کچھ مٹھائیاں گھر سے اٹھائیں' کچھ بچوں کے لئے ٹافیاں یا چاکلیٹ آپ نے رکھے ہوئے تھے وہ لیں اور بچوں سے کہیں آؤ بچو! آج ہم ایک اور قسم کی عید مناتے ہیں۔ ہمارے ساتھ چلو' ہم بعض غریبوں کے گھر آج دستک دیں گے' ان کو عید مبارک دیں گے ان کے حالات دیکھیں گے اور ان کے اپنے ساتھ سکھ بانٹیں گے۔ اگر منظم طریق پر اس کام کو کیا جائے تو اسکا بہترین طریق یہ ہو گا کہ آپ صدر محلہ کے پاس پہنچیں تاکہ لوگ ایک ہی گھر میں باربار نہ جائیں اور ایسے گھروں میں نہ جائیں جہاں ضرورت نہ ہو۔ صدر محلہ کو

معلوم ہوتا ہے کہ اس کے محلے میں کون کون سے غریب لوگ رہتے ہیں جو اس حسن سلوک کے زیادہ مستحق ہیں۔ کون کون سے یتامی ہیں۔ کون کون سی بیوگان ہیں۔ کون کون سی بوڑھی عورتیں ہیں اور کون سے بیمار اور بوڑھے لوگ ہیں جن کی زندگی میں کوئی رفیق اور کوئی ساتھی نہیں رہا۔ ایسی فہرستیں اول تو صدران محلہ کے پاس موجود رہتی ہیں اگر نہیں تو وہ اپنے ذہن میں دہرائی کریں اور جاتے ہی ایسی فہرستیں جلدی سے تیار کرلیں اور پھر وہ محلہ کے امراء کو بتائیں اور امراء سے مراد ضروری نہیں کہ لکھ پتی ہوں کیونکہ امارت اور غربت ایک نسبتی چیز ہے وہ لوگ جو نسبتاً" آسودہ حال ہیں جن کو عید کے دن یہ احساس نہیں ہوتا کہ پیسے ہوتے تو ہم بچوں کی خوشیاں کرتے۔ وہ سارے امراء ہیں۔ ایسے لوگ جب تیاری کرلیں تو اپنے اپنے محلے کے صدر کے پاس پہنچیں اور ان سے کہیں کہ بتاؤ ہمارے حصہ میں کون سے گھر دیتے ہو۔ اگر تین گھروں میں جانا ہے تو تین گھروں کی فہرست لے لیں۔ اگر چار یا پانچ میں جانا ہے تو ان کی فہرست لے لیں اور لازماً ایک سے زیادہ گھر ڈھونڈنے چاہئیں۔ کیونکہ یہ ایک اقتصادی قانون ہے کہ جتنا زیادہ غریب ملک ہو اتنی ہی غربت زیادہ اور امارت نسبتاً" کم ہوتی چلی جاتی ہے اس لئے جو ہمارے ہاں متمول نہ سہی نسبتاً" آسودہ حال اور سفید پوش ہی کہہ لیجئے انکی تعداد غرباء کی تعداد کے مقابل پر کم ہوگی۔ یہ قدرتی قانون ہے اس لئے کوشش کریں کہ حتی المقدور ایک سے زیادہ گھروں میں تحفے بانٹیں مگر بہرحال یہ کوئی تکلیف مالایطاق نہیں ہے آپ نے عید منانی ہے۔ آپ اپنی توفیق کے مطابق جتنی عید بھی منا سکیں۔ بہتر ہے۔ اس طرح اگر آپ غریب لوگوں کے گھروں میں جائیں گے اور ان کے حالات دیکھیں گے تو میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ بعض لوگ ایسی لذتیں پائیں گے کہ ساری زندگی کی لذتیں ان کو اس لذت کے مقابل پر ہیچ نظر آئیں گی اور حقیر دکھائی دیں گی۔ کچھ ایسے بھی واپس لوٹیں گے کہ ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہوں گے اور وہ استغفار کر رہے ہوں گے اور اپنے رب سے معافیاں مانگ رہے ہوں گے کہ اے اللہ! ان لوگوں سے ناواقفیت رکھ کر اور ان کے حالات سے بے خبری میں رہ کر ہم نے بڑے ناشکری کے دن کاٹے ہیں، ہم تیرے بڑے ہی ناشکر گزار بندے تھے، نہ ان نعمتوں کی قدر کرسکے جو تونے ہمیں عطا کر رکھی تھیں نہ ان نعمتوں کا صحیح استعمال جان سکے جو تونے ہمیں عطا کر رکھی تھیں اور واپس آکر وہ روئیں گے خدا کے حضور اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ ان آنسوؤں میں وہ اتنی لذت پائیں گے کہ دنیا کے قہقہوں اور مسرتوں اور ڈھول ڈھمکوں اور بینڈ باجوں میں وہ لذتیں نہیں ہوں گی۔ انکو بے انتہاء ابدی لذتیں حاصل ہونگی اور زائل نہ ہونے والے بے انتہاء سرور ان کو عطا ہوں گے۔ یہ ہے وہ عید جو محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عید ہے۔ یہ ہے وہ عید جو درحقیقت سچے مذہب کی عید ہے۔ پہلے بھی یہی عیدیں تھیں جو خدا نے عطا کی تھیں۔ لیکن بعد میں آنے والوں نے ان عیدوں کے مزاج بدل ڈالے۔ انکے مضمون کو بھلا دیا۔ اپنی عیدوں کے رنگ بگاڑ دیئے تو وہ عیدوں کے مقاصد سے دور جا پڑے۔ ان کے لئے وہ عیدیں 'عیدیں نہ رہیں جو خدا اپنے مومن بندوں کو عطا کرنا چاہتا ہے۔

یہ ایک حقیقت ہے کہ نہ عبادت کے مذہب کا کوئی نام ہے' نہ غریب کی ہمدردی کے مذہب کا کوئی نام ہے۔ یہ دہ دو

قدر مشترک ہیں جو تمام مذاہب کے درمیان موجود ہیں۔ پس عبادت کے مذہب کا کوئی نام نہیں' سوائے عبادت کے۔ نہ اس کا نام ہندو ازم ہے نہ بدھ ازم ہے نہ عیسائیت ہے نہ یہودیت ہے' اگر ہے تو اسلام ہے۔ لیکن یہ ہمیشہ سے ہے اور خدمت خلق کا نام بھی کوئی اور نہیں ہے سوائے خدمت کے........ اس پہلو سے ایک اور چیز بھی ہمارے سامنے آتی ہے۔ جب خدمت خلق کا کوئی مذہب نہیں' کوئی نام نہیں سوائے اس کے کہ اللہ کی خاطر بنی نوع انسان سے محبت کی جائے تو اس میں تفریق کا کیا سوال ہے۔ اگر آپ کسی ہندو کا دکھ بانٹیں گے تو قرآن کی تعلیم کے مطابق وہ بھی دین قیمہ پر عمل ہو رہا ہوگا' عیسائی کا دکھ بانٹیں گے تو وہ بھی دین قیمہ پر عمل کر رہے ہونگے یہودی کے دکھ بانٹیں گے تب بھی قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق دین قیمہ پر عمل کر رہے ہوں گے ایک دھریہ کا دکھ بانٹیں گے تب بھی قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق دین قیمہ پر عمل کر رہے ہوں گے۔

یہ ضروری نہیں ہے کہ خدمت خلق کے طور پر غریب کے دکھ بانٹنے کے لئے احمدی کو تلاش کیا جائے اسلئے وہ تمام جماعتیں جہاں احمدی تعداد میں تھوڑے ہیں انکو ارد گرد غریب محلوں میں حسب توفیق غریبوں کی مدد کے لئے جانا چاہیئے۔ صرف پاکستان میں نہیں بلکہ ساری دنیا کے احمدیوں کو اس قسم کی عید منانی چاہیئے........ اپنے محلوں میں پھیل کر حسب حالات اور حسب توفیق غریبوں کے گھروں میں جائیں اور ان سے کہیں ہم محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے نام پر تمہیں عید مبارک دینے آئے ہیں۔ ہم دین حق کے نام پر تمہارے ساتھ خوشیاں بانٹنے آئے ہیں۔ بچوں سے کہیں اے بچو! آؤ ہمارے بچوں کے ساتھ بیٹھ جاؤ' انکی ٹافیاں کچھ تم بھی کھاؤ' ان کے کھلونوں سے کچھ تم بھی کھیلو' ہمارے کھانوں میں تم بھی شریک ہو جاؤ اور یہ ہم' تم پر احسان کے طور پر نہیں کہہ رہے' یہ صرف اللہ کی خاطر ہے اور اللہ کے سب سے پیارے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر ہے۔ پس اگر تم شکریہ ادا کرنا چاہتے ہو۔ تو ہم تمہیں کہتے **لا نرید منکم جزاء ولا شکورا**" ہم ہرگز تم سے کسی جزاء اور کسی شکریہ کا تقاضا نہیں کرتے' یہ کام محض للہ ہے۔ اس کا پیار ہی ہماری جزاء ہے۔ وہ محبت سے جب ہمیں دیکھ رہا ہے تو یہی سب سے بڑی جزاء ہے........ پس جس کو یہ عید نصیب ہو جائے اس کو اور کیا عید چاہیئے اس کی پھر عیدیں ہی عیدیں ہیں اور یہی وہ عید ہے جو دین حق کی عید ہے جس کے متعلق میں آپ کو بتا رہا ہوں چاہیں تو کریں چاہیں تو نہ کریں........ اور پاکستان کی جماعتوں کے لئے یہ نصیحت ہے کہ یہ بات آپ کی محبت کے پیغام کی راہ میں روک نہ بنے کہ بعض لوگوں نے آپ پر ۵۳ء یا ۷۴ء میں ظلم کئے تھے۔ خواہ کسی نے کیا ہو اس عید کی خوشیوں میں انکو بھی شامل کریں جنہوں نے ظلم کئے ہیں۔ اگر آپ ان کے گھر جا سکتے ہیں اور حالات کا تقاضا ہو کہ نفرتیں نہ پھیلیں بلکہ محبت پیدا ہو تو ان کے ہاں بھی بے شک تحفے لیکر جائیں۔ ان سے کہیں کہ ہماری عید ان چیزوں سے بالا ہے اور آزاد ہے کہ تم نے ہم سے کیا کیا۔ ہم تو وہی کریں گے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے ہمیں تلقین فرمائی ہے"۔

(اقتباس از خطبہ عید الفطر فرمودہ ۱۲ جولائی ۱۹۸۳ء ربوہ)

# یہ مہینہ اصلاحِ نفس کا خاص مہینہ ہے

از افاضات حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب۔ نور اللہ مرقدہ

بعض گزشتہ سالوں میں یہ خاکسار احباب جماعت کی خدمت میں تحریک کرتا رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود..... کے منشاء کے ماتحت دوستوں کو چاہیئے کہ رمضان کے مہینہ میں اپنی کسی کمزوری کے متعلق دل میں خدا سے عہد کیا کریں کہ وہ آئندہ اس کمزوری سے ہمیشہ مجتنب رہیں گے۔ حضرت مسیح موعود..... کا یہ ارشاد بڑی حکمت پر مبنی ہے کیونکہ اول تو انسان کا فرض ہے کہ وہ ہمیشہ ہی اپنے نفس کا محاسبہ کر کے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرتا رہے اور اپنی زندگی کے آخری لمحہ تک خدا کے قریب تر ہوتا جائے اس کے علاوہ رمضان کا مہینہ اپنے خاص روحانی ماحول اور نماز اور روزہ اور نوافل اور تلاوت قرآن مجید اور ذکر الٰہی اور صدقہ و خیرات کی وجہ سے اس قسم کے محاسبہ اور ترک منہیات کے ساتھ مخصوص مناسبت رکھتا ہے اور اس مشہور مثال کے مطابق کہ لوہا اسی وقت اچھی طرح کوٹا جاسکتا ہے جب وہ گرم اور نرم ہو۔ رمضان کے مہینہ کو اصلاح نفس کے ساتھ خاص جوڑ ہے۔ پس ہمارے بھائیوں اور بہنوں کو چاہیئے کہ وہ اس موجودہ رمضان بھی اس زریں موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کریں کہ وہ انشاء اللہ آئندہ ہمیشہ اس کمزوری سے الگ رہیں گے اور کبھی اس کے مرتکب نہیں ہوں گے اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ظاہر کرنا عام حالات میں خدا کی ستاری کے خلاف ہے اس لئے صرف دل سے عہد کرنا کافی ہے مگر یہ عہد ایسا ہو کہ جان جائے مگر بات نہ جائے کا مصداق بن جائے کیونکہ کان عہد اللہ مسئولاً یعنی خدا کے ساتھ کئے ہوئے ہر عہد کے متعلق قیامت کے دن پرسش ہوگی۔

اس عہد کیلئے ہر انسان اپنے نفس کے محاسبہ کے ذریعہ اپنے واسطے خود کسی مناسب کمزوری کا انتخاب کر سکتا ہے مگر بہتر ہوگا کہ ایسی کمزوری کو چنا جائے جو دوسروں کے لئے ٹھوکر یا خراب نمونہ کا باعث بن رہی ہو اور جماعت احمدیہ کی بدنامی کا باعث ہو۔ لیکن اگر یہ ممکن نہ ہو تو پھر خواہ کوئی کمزوری ہو جسے انسان اپنے حالات کے ماتحت جلد تر ترک کرنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے متعلق عہد کیا جاسکتا ہے

اور یاد رکھنا چاہیئے کہ کمزوری کا ترک کرنا اسی طرح دوسری کمزوریوں کو ترک کرنے کی طاقت پیدا کرتا ہے جس طرح ایک نیکی کا اختیار کرنا دوسری نیکیوں کا رستہ کھولتا ہے ذیل میں مثال کے طور پر چند معروف کمزوریوں کا ذکر کیا جاتا ہے تا کہ دوستوں کو انتخاب میں سہولت پیدا ہو۔

1۔ سب سے اول نمبر پر نماز میں سستی ہے اور نماز میں سستی کے اندر باجماعت نماز میں کوتاہی نماز کو صرف ٹھونگیں مار کر پڑھنا اور سنوار کر ادا نہ کرنا اور اس کی ظاہری اور باطنی شرائط سے غفلت برتنا سب شامل ہیں حدیث میں آتا ہے کہ قیامت کے دن اعمال صالحہ میں سب سے پہلے نماز کے متعلق پرسش ہوگی اور یہ بھی حدیث میں آتا ہے کہ نماز مومن کا معراج ہے جس میں نماز پڑھنے والا گویا خدا سے باتیں کرتا ہے۔ پس نماز نہ پڑھنا یا نماز میں سستی کرنا بہت بڑا گناہ ہے۔

2۔ جماعتی چندوں میں سستی بھی کمزوریوں میں سے ہے جس میں شرح کے مطابق چندہ نہ دینا یا کسی مد میں تو چندہ دینا اور کسی میں غفلت اختیار کرنا وغیرہ شامل ہیں اس زمانہ میں جو (..........) کا مخصوص زمانہ ہے چندہ اول درجہ کی نیکیوں میں شامل ہے اور میرا تجربہ ہے اس کی وجہ سے مال ہرگز گھٹتا نہیں بلکہ مال میں برکت پیدا ہوتی ہے۔ صدر انجمن کے چندے اور تحریک جدید کے چندے اور وصیت کا چندہ اور نئی تحریک وقف جدید کا چندہ وغیرہ سب نہایت اہم اور مبارک چندے ہیں اور لاریب یہ تمام چندے ممارزقنا ھم ینفقون میں شامل ہیں جس کے متعلق قرآن مجید نے اپنے شروع میں ہی بہت تاکید فرمائی ہے۔

3۔ لین دین اور تجارت میں بددیانتی کی بدی بھی اس زمانہ میں بہت بھیانک صورت اختیار کر گئی ہے جس کا نہ صرف انسان کے اخلاق پر بلکہ مجموعی نیک نامی پر بھی بھاری اثر پڑتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد کہ من غش فلیس منی یعنی جو شخص دوسروں کے ساتھ دھوکا کرتا اور خیانت کا رویہ اختیار کرتا ہے ان کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہر سچے ...... کو ڈرانے کے لئے کافی ہونا چاہیئے۔ قرآن مجید نے بھی ایسے لوگوں کے لئے جو دھوکا کرتے ہیں اور دوسروں کا حق مارتے ہیں ویل یعنی ہلاکت کی تہدید فرمائی ہے اسی طرح جھوٹ بولنے کی عادت اور سود خوری بھی اسی ذیل میں آتی ہے سود کے متعلق قرآن فرماتا ہے کہ سود لینے والا خدا تعالیٰ سے جنگ کرنے کے لئے تیار ہو جائے اور جھوٹ تو گناہ کے انڈے پیدا کرنے کی سب سے بڑی مشین ہے۔

4۔ رشوت بھی کبیرہ گناہوں میں سے ہے ہر احمدی کا دامن اس لعنت سے اس طرح پاک ہونا چاہیئے جس طرح دھوبی کے گھر سے واپس آیا ہوا کپڑا میل کچیل سے پاک ہوتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے الراشی والمرتشی کلاھما فی النار یعنی رشوت دینے والا اور رشوت لینے والا دونوں آگ میں

ہیں۔ کیونکہ اس سے قوم کے اخلاق تباہ ہوتے ہیں اور ملک ذلیل ہو جاتا ہے میں یہ باتیں صرف مثال کے طور پر لکھ رہا ہوں ورنہ میں یقین رکھتا ہوں کہ خدا کے فضل سے احمدیہ جماعت کی بھاری اکثریت ان کمزوریوں سے پاک ہے۔

5۔ شراب نوشی بھی جسے ام الخبائث (یعنی تمام بدیوں کی ماں) کہا گیا ہے ....... عام ہو رہی ہے اور گو میں یقین رکھتا ہوں کہ احباب جماعت خدا کے فضل سے اس ناپاک عادت سے محفوظ ہیں لیکن آجکل یہ بدی تو تعلیم یافتہ طبقہ میں اور خصوصاً مغرب زدہ لوگوں میں ایسی عام ہو رہی ہے کہ میں ڈرتا ہوں کہ بعض خام طبع نوجوان اور خصوصاً فوجی نوجوان اس کمزوری میں مبتلا نہ ہو جائیں کہ خود تو شراب سے کنارہ کش رہیں لیکن اپنی دعوتوں میں دوسروں کو شراب پلا دیا کریں حالانکہ یہ فعل بھی رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات کے سراسر خلاف ہے اسی طرح جوا بھی شراب کی طرح بہت مخرب اخلاق بدی ہے۔ یہی وجہ ہے قرآن مجید نے اسے شراب کے ذکر کے ساتھ ملا کر بیان کیا ہے آجکل تاش کے کھیل میں جوا بازی یا گھوڑ دوڑ وغیرہ میں جوئے کی شرطیں لگانا عام ہو رہا ہے۔

6۔ بے پردگی کا مرض بھی آجکل ......... عام ہو رہا ہے اور خصوصاً پاکستان بننے کے بعد یہ کمزوری بہت بڑھ گئی ہے۔ اور فیشن کی اتباع میں اپنی بیویوں کو بے پردہ کر کے مردوں کی مجالس میں لانے اور بے حجابانہ کھلے پھرانے اور قرآنی ارشاد ولا یبدین زینتھن کو پس پشت ڈالنے کا مرض وبا کی صورت اختیار کر گیا ہے ..... ہرگز یہ نہیں کہتا کہ عورتیں گھروں میں قید رہیں یا یہ کہ وہ تعلیم نہ پائیں یا یہ کہ وہ قومی زندگی میں حصہ نہ لیں بلکہ وہ اس معاملہ میں صرف بعض دانشمندانہ حد بندیاں لگاتا ہے جو مردوں اور عورتوں دونوں کے اخلاق کی حفاظت کیلئے ضروری ہیں پس ہمارے احمدی نوجوانوں کو عیسائیوں کی اندھی تقلید اور دوسرے مسلمانوں کی نقالی سے بچتے ہوئے اس معاملہ میں بہت محتاط رہنا چاہیئے ...... کے ابتدائی زمانہ میں ..... عورتیں مسنون پردہ بھی کرتی تھیں اور قومی زندگی میں حصہ بھی لیتی تھیں اور بعض عورتوں نے بڑی نمایاں خدمات انجام دی ہیں۔ میں احمدیت کی غیور بیٹیوں سے بھی امید رکھتا ہوں کہ وہ اس معاملہ میں اپنے خاوندوں اور باپوں پر اچھا اثر ڈالیں گی۔

7۔ ...... بے شک انسان کی ذاتی اور خاندانی اور قومی ضرورتوں کے ماتحت تعدد ازدواج کی اجازت دیتا ہے مگر ساتھ ہی سخت تاکید فرماتا ہے کہ جو شخص دوسری شادی کرے اس کے لئے ضروری ہے کہ پورے پورے عدل و انصاف سے کام لے اور سب بیویوں کے درمیان اپنے وقت اور اپنے مال اور اپنی ظاہری توجہ کو اس طرح بانٹے کہ انصاف کا ترازو بالکل برابر رہے مگر آج کل بعض لوگ دوسری شادی کے بعد پہلی بیوی کو کالمعلقہ یعنی لٹکا ہوا چھوڑ دیتے ہیں جو نہ تو صحیح معنی میں خاوند کی بیوی سمجھی جا سکتی

ہے اور نہ وہ اپنے لئے کوئی اور راستہ اختیار کرنے کے لئے آزاد ہوتی ہے حدیث میں آتا ہے کہ ایسے لوگ حشر کے میدان میں اس طرح اٹھیں گے کہ ان کا نصف دھڑ مفلوج ہوگا۔

8۔ ماں باپ کی خدمت میں غفلت برتنا بھی اس زمانہ کی ایک عام کمزوری ہے خصوصاً شادی کے بعد کئی نوجوان اپنے والدین کی خدمت بلکہ ان کے واجبی ادب تک میں کمزوری دکھانے لگتے ہیں حالانکہ ..... نے شرک کے بعد عقوق الوالدین کو دوسرے نمبر کا گناہ قرار دیا ہے۔ قرآن مجید نے کیا عجیب دعا سکھائی ہے کہ رب ارحمھما کما ربیٰنی صغیرا یعنی اے خدا تو میرے ماں باپ پر اس طرح رحم فرما جس طرح انہوں نے میرے بچپن میں مجھے رحم اور شفقت کے ساتھ پالا اس دعا میں یہ لطیف اشارہ ہے کہ جسطرح تمہارے ماں باپ نے تمہیں تمہاری کمزوریوں کے زمانہ میں اپنے پروں کے نیچے رکھ کر پالا تھا اسی طرح ان کے بڑھاپے میں تم انہیں اپنے پروں کے نیچے رکھو۔

9۔ مردوں کے لئے یہ خاص حکم ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے ساتھ بہت اچھا سلوک کریں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں خیرکم خیرکم لاھلہ یعنی تم میں سے خدا کے نزدیک بہترین شخص وہ ہے جو اپنی بیوی کے ساتھ سلوک کرنے میں بہتر ہے اور عورتوں کے لئے یہ حکم ہے کہ وہ اپنے خاوندوں کی پوری طرح وفادار اور خدمت گذار رہیں حتی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنا جائز ہوتا تو میں حکم دیتا کہ بیوی خاوند کو سجدہ کرے یہ معمولی باتیں نہیں بلکہ سماجی بہبود اور خانگی امن کے لئے گویا ریڑھ کی ہڈی ہیں۔

10۔ ہمسائیوں کے ساتھ حسن سلوک کا بھی ..... خاص حکم ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ مجھے جبرئیل علیہ السلام نے ہمسایوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی اس طرح بار بار تاکید کی ہے کہ مجھے گمان گزرا کہ شاید ہمسایہ کو انسان کا وارث ہی بنا دیا جائے گا در اصل انسان کے اخلاق کا حقیقی ثبوت اس سلوک سے ملتا ہے جو وہ اپنے ہمسایوں کے ساتھ کرتا ہے اور لازماً ہمسایوں کے ساتھ بدسلوکی ایک بہت بڑی بدی ہے۔

11۔ جماعتی انتظام کے ماتحت اپنے مقامی امیروں کے ساتھ عدم تعاون اور تفرقہ پیدا کرنے کی عادت بھی بڑی ناپاک بدیوں میں سے ہے جو نہ صرف جماعتی تنظیم کو تباہ کرنے والی ہے بلکہ جماعت کو بدنام کرنے والی اور جماعتی رعب کو مٹانے والی اور جماعت کو اتحاد کی برکتوں سے محروم کرنے والی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کے متعلق اتنی تاکید فرمائی ہے کہ بارہا فرماتے تھے کہ اگر تمہارے خیال میں تمہارا کوئی امیر اپنا حق تو تم سے چھینتا ہے مگر تمہارا حق تمہیں دینے کو تیار نہیں تو پھر بھی تم اس کی اطاعت کرو اور اپنے حق کے لئے خدا کی طرف دیکھو نیز فرماتے تھے من شذّ شذّ فی النار

یعنی جو شخص جماعت میں تفرقہ پیدا کرتا ہے وہ آگ میں ڈالا جائے گا۔

12۔ اس زمانہ میں تمباکو نوشی بھی ایک عالمگیر کمزوری بن گئی ہے اور غالباً ہماری جماعت میں بھی کافی پائی جاتی ہے۔ اس مرض میں منہ کی بدبو اور روپے کے نقصان اور وقت کے ضیاع اور سرطان یعنی کینسر وغیرہ کی امراض کو دعوت دینے کے سوا کوئی فائدہ نہیں بعض کرسی نشین فلسفی اس سے طبیعت کا وقتی سکون حاصل کرنے کے مدعی بنتے ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود.... فرمایا کرتے تھے کہ مجھے اس چیز سے طبعی نفرت ہے اور فرماتے کہ اگر تمباکو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ہوتا تو مجھے یقین ہے آپ اسے منع فرماتے۔

پس دوستوں کو اس کے ترک کرنے کی طرف بھی توجہ دینی چاہیئے لیکن اگر کسی شخص کے لئے لمبی عادت کی وجہ سے فوری ترک ممکن نہ ہو تو کم از کم اتنی احتیاط تو رکھی جائے کہ دوسروں کے سامنے تمباکو نوشی سے پرہیز کیا جائے تاکہ ان کی یہ کمزوری اپنے تک محدود رہے اور ان کی اولاد یا دوسرے عزیزوں اور دوستوں میں سرایت نہ کرنے پائے۔

13۔ بالاخر اس زمانہ میں سینما دیکھنے کی عادت بھی ایک وبا کی صورت اختیار کر کے لاکھوں انسانوں کی زندگی کو تباہ کر رہی ہے اور گندی اور فحش فلموں اور خلاف اخلاق مناظر کو دیکھنے کے نتیجہ میں ان کے دل و دماغ میں گویا گھن لگ گیا ہے اور سینما کی ناپاک کشش نے خام طبیعت کے نوجوانوں کو مختلف انواع کے جرائم کی طرف بھی مائل کر رکھا ہے۔ ہماری جماعت میں سینما جانا منع ہے مگر سنا جاتا ہے کہ بعض بے اصول احمدی بھی کبھی کبھی اس کمزوری میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ اگر کوئی خالصتاً علمی یا طبی یا تاریخی یا جغرافیائی یا جنگی فلم ہوتی جو الف سے لے کر ی تک گندے مناظر سے پاک ہوتی ہے تو لوگ اس سے فائدہ اٹھا سکتے تھے۔ مگر موجودہ صورت میں جو فلمیں بظاہر اچھی سمجھی جاتی ہیں ان میں دودھ کے گلاس میں چند قطرے پیشاب کے بھی ملے ہوتے ہیں۔ پس بہر حال ان سے اجتناب لازم ہے۔

یہ چند کمزوریاں میں نے صرف مثال کے طور پر شمار کی ہیں ورنہ کمزوریاں تو بے شمار ہیں مثلاً بدنظری، غیبت، گالی گلوچ کی عادت، فحش گوئی، فحش اور گندے رسالے پڑھنا، بیکاری میں وقت گزارنا وغیرہ وغیرہ۔ ہر شخص اپنے حالات کا جائزہ لے کر اپنے متعلق خود فیصلہ کر سکتا ہے کہ اگر وہ ساری بدیاں نہیں چھوڑ سکتا تو کم از کم اسے پہلے کس بدی کو ترک کرنا چاہیئے؟ پس میں حضرت مسیح موعود.... کے مبارک منشاء کے مطابق احباب جماعت سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اس رمضان میں اپنی کسی نہ کسی کمزوری کو سامنے رکھ کر اسے ترک کرنے کا عہد کریں اور پھر خدا سے نصرت چاہتے ہوئے اس بدی سے اس طرح الگ رہیں جس طرح کہ صاحب عزم مومنوں کا شیوہ ہوتا ہے تاکہ ان کا رمضان ٹھوس اور معین نتیجہ

پیدا کرنے والا ثابت ہو جیسا کہ میں نے کہا ہے کہ اس عہد کو کسی پر ظاہر کرنے کی ضرورت نہیں کیونکہ ہمارا خدا ستار ہے اور ستاری کو پسند کرتا ہے۔ مگر تفصیل ظاہر کرنے کے بغیر بزرگوں اور دوستوں سے دعا کی تحریک کرنے میں حرج نہیں۔ کیونکہ مومن ایک دوسرے کے لئے سہارا ہوتے ہیں۔

**وما النصر الامن عند الله وعلى الله فليتو كل المومنون**

یہ خاکسار بھی اپنی کمزوریوں اور فروگزاشتوں کے لئے احباب کرام کی مخلصانہ دعاؤں کا طالب ہے۔

(روزنامہ الفضل ۲- اپریل ۱۹۵۸ء)

---

**بقیہ: یہ ایک قوم ہو جائے جو تُو نے پسند کر لی ہو**

میرے رب ان کے علم و فضل میں ترقی دے۔ ان کو اپنے کام میں کامیاب کر اور ہر قسم کے دکھوں سے بچا۔ ان کی تدابیر میں برکت ڈال اور ان راہوں پر چلا جو...... کی ہوں۔

میری اس دعا کو اس جگہ نقل کرنے سے یہ غرض ہے کہ شاید کوئی نیک روح فائدہ اٹھائے اور اس مبارک مہینہ میں خاص طور سے جماعت احمدیہ اور.... کی ترقی کے لئے دعاؤں میں لگ جائے میں آخر میں پھر اپنے احباب پر زور دیتا ہوں کہ اس وقت کو ضائع مت کرو۔ رات کو خدا کے حضور چلاؤ اور دن کو صدقہ کرو یہ ایک ایسی سچی تدبیر ہے کہ اگر تم میں سے ایک جماعت سچے دل سے ایسا کرنے والی نکل آئے تو خدا اپنے پاک کلام میں کامیابی کا وعدہ دیتا ہے پس کون بد بخت ہے جس کو خدا کے وعدوں پر اعتبار نہ ہو خدا کرے کہ ہم لوگوں میں وحدت پیدا ہو اور ہم کو نیک اعمال اور دعاؤں کی توفیق ملے اور ظلمت کے دن دور ہو کر..... کا نورانی چہرہ پھر دنیا پر ظاہر ہو آمین یا رب العالمین۔ (الحکم جلد ۲۰ صفحہ ۱ مورخہ ۔ جولائی ۱۹۱۶ء)

درس الحدیث

# برکات و فضائلِ رمضان

محترم صاحبزادہ مرزا انس احمد صاحب ایم اے ایم لٹ (آکسن)

يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۔ (بقرۃ : ۱۸۴)

اے لوگو جو ایمان لائے ہو تم پر بھی روزہ رکھنا اسی طرح فرض کیا گیا ہے جسطرح ان لوگوں پر فرض کیا گیا تھا جو تم سے پہلے گذر چکے ہیں تاکہ تم روحانی اور اخلاقی کمزوریوں سے بچو۔

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ مَنْ اَدْرَكَ شَهْرَ رَمَضَانَ وَلَمْ يَصُمْهُ فَقَدْ شَقِيَ وَمَنْ اَدْرَكَ وَالِدَيْهِ اَوْ اَحَدَهُمَا فَلَمْ يَبَرَّهُ فَقَدْ شَقِيَ وَمَنْ ذُكِرْتُ عِنْدَهُ فَلَمْ يُصَلِّ عَلَيَّ فَقَدْ شَقِيَ ۔

(طبرانی کبیر ۔ مسند جابر بن عبداللہ مجمع الزوائد للھیثمی فضائل رمضان جز ۳ صفحہ ۱۴۰)

حضرت جابرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے رمضان کو پایا لیکن (اس سے فائدہ نہ اٹھایا) روزے نہ رکھے۔ یعنی سوائے شرعی عذر کے وہ بدبختی میں پڑ گیا اور جس نے اپنے والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو پایا اور ان سے حسن سلوک نہ کیا نہ ان سے نیکی کی وہ بھی بدبختی میں پڑ گیا اور ایسا شخص بھی بہت ہی بدبخت اور بدقسمت ہے کہ جس کے سامنے میرا نام لیا گیا اور اس نے میرے پر درود نہ بھیجا۔

"عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

"وَعَنْهُ مَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِيْمَانًا وَّ احْتِسَابًا غُفِرَ لَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ"

(بخاری کتاب الایمان باب صوم رمضان احتسابًا من الایمان و باب تطوع قیام رمضان من الایمان) ۔

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ شخص جو رمضان کے روزے اس حالت میں رکھتا ہے اور رمضان میں عبادت اور رمضان کی عبادات یعنی تہجد اس حالت میں بجالاتا ہے کہ وہ اللہ پر ایمان لاکر کامل طور پر اسکا مطیع ہوچکا ہو۔ خدا کی ذات پر اسے یقین واثق ہو وہ اس سے اجر کا متلاشی ہو اور اسکی رحمت کی امید رکھتا ہو (ایماناً) اور پھر ایسا شخص خدا کی رضا کا منتظر ہو کر اور تعلق باللہ اور لقاء الٰہی کا منتظر ہو کر (احتساباً) روزہ رکھتا ہو اور اسکی عبادات بجالاتا ہو اسکے تمام پہلے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِ یَقُوْلُ، قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ اِذَا کَانَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ وَ غُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَ سُلْسِلَتِ الشَّیٰطِیْنُ (وَصُفِّدَتِ الشَّیٰطِیْنُ)۔

(مسلم فضل شہر رمضان کتاب الصیام ص۱۲۱)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب رمضان آتا ہے تو خدا کی رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور جہنم کے دروازے کلیتہً بند کر دیئے جاتے ہیں اور شیاطین کو زنجیروں میں جکڑ دیا جاتا ہے۔ دوسری روایت میں صفدت کے الفاظ آتے ہیں یعنی شیاطین کو باندھ دیا جاتا ہے اور انکو بیڑیاں پہنا دی جاتی ہیں۔

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رَضِ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ قَالَ: یَقُوْلُ اللّٰہُ عَزَّ وَجَلَّ اَلصَّوْمُ لِیْ وَاَنَا اَجْزِیْ بِہٖ۔ یَدَعُ شَھْوَتَہٗ وَ اَکْلَہٗ وَشُرْبَہٗ مِنْ اَجْلِیْ وَالصَّوْمُ جُنَّۃٌ۔ وَلِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَۃٌ حِیْنَ یُفْطِرُ وَ فَرْحَۃٌ حِیْنَ یَلْقٰی رَبَّہٗ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ۔

(کتاب التوحید باب قولِ اللہ تعالیٰ
یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّبَدِّلُوْا کَلَامَ اللّٰہِ)

حضرت ابوھریرہؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روزہ تو میرے لئے ہے میں ہی اسکی جزاء بن جاتا ہوں یعنی روزوں کے ذریعہ وصال الٰہی حاصل ہوتا ہے۔ یہ اسلئے ہے کیونکہ میرا بندہ میرے لئے روزہ میں اپنی جائز خواہشات، اور اپنے کھانے پینے کو بھی ترک کر دیتا ہے۔ فرمایا کہ روزہ گناہوں کے خلاف ایک ڈھال ہے اور روزہ دار کے لئے دو

خوشیاں مقدر ہیں ایک وہ خوشی جو اسے اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ خدا کے فضل سے اپنے روزوں کو مکمل کر لیتا ہے یہ خوشی اسے دنیا میں ملتی ہے اور ایک وہ خوشی جو اسے آخرت میں ملے گی جب وہ اپنے رب سے اس حالت میں ملے گا کہ وہ اس سے راضی ہوگا نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا روزہ دار کے منہ کی بو خدا کو مشک کی خوشبو سے بھی زیادہ پیاری ہے۔

عَنْ سَهْلِ بْنِ سَعْدٍؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ فِي الْجَنَّةِ بَابًا يُقَالُ لَهُ الرَّيَّانُ ، يَدْخُلُ مِنْهُ الصَّائِمُوْنَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، لَا يَدْخُلُ مَعَهُمْ أَحَدٌ غَيْرُهُمْ ، يُقَالُ أَيْنَ الصَّائِمُوْنَ ، فَيَدْخُلُوْنَ مِنْهُ فَإِذَا دَخَلَ آخِرُهُمْ أُغْلِقَ فَلَمْ يَدْخُلْ مِنْهُ أَحَدٌ ۔

(مسلم کتاب الصیام باب فضل الصیام)

سہل بن سعدؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنت میں ایک دروازہ ہے جس کو ریّان یعنی سیرابی کا دروازہ کہتے ہیں اس دروازہ میں سے قیامت کے دن صرف اور صرف روزہ دار جنت میں داخل ہونگے اور انکے علاوہ انکے ساتھ اس دروازہ میں کوئی داخل نہیں ہوگا۔ اس دن یہ منادی کی جائے گی کہ روزہ دار کہاں ہیں پھر انکو بلا بلا کر اس دروازہ کے ذریعہ سے جنت میں داخل کیا جائے گا اور جب آخری روزہ دار اس دروازہ میں داخل ہو جائے گا تو اس دروازہ کو بند کر دیا جائے گا اور کوئی غیر اس میں سے جنت میں داخل نہ ہو سکے گا۔

عَنْ أَبِي سَعِيْدِنِ الْخُدْرِيِّؓ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ وَعَرَفَ حُدُوْدَهُ وَ تَحَفَّظَ مِمَّا كَانَ يَنْبَغِيْ لَهُ أَنْ يَتَحَفَّظَ فِيْهِ كَفَّرَ مَا قَبْلَهُ -

(مسند احمد بن حنبل بحوالہ فتح الربانی جز ۹ صـ ۲۴۲)

ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جس شخص نے رمضان کے روزے رکھے اور جس نے رمضان کے تقاضوں کو پہچانا اور ان کو پورا کیا اور جو رمضان کے دوران ان تمام باتوں سے محفوظ رہا جن سے اس کو محفوظ رہنا چاہیئے تھا یعنی جس نے ہر قسم کے گناہ سے اپنے آپ کو بچائے رکھا تو ایسے روزہ دار کے لئے اسکے روزے اسکے پہلے گناہوں کا کفارہ بن جاتے ہیں۔

"عَنْ سَلْمَانَ رضی قَالَ خَطَبَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ آخِرِ یَوْمٍ مِّنْ شَعْبَانَ قَالَ یَا اَیُّھَا النَّاسُ قَدْ اَظَلَّکُمْ شَھْرٌ عَظِیْمٌ مُّبَارَکٌ، شَھْرٌ فِیْہِ لَیْلَۃٌ خَیْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَھْرٍ، شَھْرٌ جَعَلَ اللّٰہُ صِیَامَہٗ فَرِیْضَۃً، وَقِیَامَ لَیْلِہٖ تَطَوُّعًا مَنْ تَقَرَّبَ فِیْہِ بِخَصْلَۃٍ مِّنَ الْخَیْرِ کَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ، وَمَنْ اَدّٰی فَرِیْضَۃً فِیْہِ کَانَ کَمَنْ اَدّٰی سَبْعِیْنَ فَرِیْضَۃً فِیْمَا سِوَاہُ وَھُوَ شَھْرُ الصَّبْرِ وَالصَّبْرُ ثَوَابُہُ الْجَنَّۃُ، وَشَھْرُ الْمُوَاسَاۃِ، وَشَھْرٌ یُزَادُ فِیْ رِزْقِ الْمُؤْمِنِ فِیْہِ ...... وَھُوَ شَھْرٌ اَوَّلُہٗ رَحْمَۃٌ وَاَوْسَطُہٗ مَغْفِرَۃٌ وَآخِرُہٗ عِتْقٌ مِّنَ النَّارِ وَاسْتَکْثِرُوْا فِیْہِ مِنْ اَرْبَعِ خِصَالٍ: خَصْلَتَیْنِ تُرْضُوْنَ بِھِمَا رَبَّکُمْ وَخَصْلَتَیْنِ لَاغِنَاءَ بِکُمْ عَنْھُمَا فَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ تُرْضُوْنَ بِھِمَا رَبَّکُمْ فَشَھَادَۃُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَتَسْتَغْفِرُوْنَہٗ وَاَمَّا الْخَصْلَتَانِ اللَّتَانِ لَاغِنَاءَ بِکُمْ عَنْھُمَا فَتَسْاَلُوْنَ اللّٰہَ الْجَنَّۃَ وَتَعُوْذُوْنَ بِہٖ مِنَ النَّارِ۔"

(صحیح ابن خزیمۃ)

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ماہ شعبان کے آخری دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں خطبہ دیا اور فرمایا اے لوگو تم پر ایک عظیم الشان مہینہ اور بہت برکتوں والے مہینہ نے یعنی رمضان نے سایہ کر دیا ہے۔ یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے جس میں ایک ایسی رات آتی ہے جو ہزار مہینہ سے بہتر ہے۔ یہ وہ مہینہ ہے جس کے روزے خدا نے تم پر فرض کر دیئے ہیں اور جس میں یہ بہت پسندیدہ ہے کہ تم اپنی مرضی سے آخری رات میں خدا کی عبادت کرو (اور تہجد ادا کرو) رمضان کا مہینہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں اگر کوئی شخص صرف اسلئے اپنی مرضی سے نفلی طور پر کوئی نیک عمل کرتا ہے کہ تا خدا کا قرب اسکو حاصل ہو تو اسکا یہ نفلی عمل خدا کی نظر اور دنوں میں کئے جانے والے ایسے فرض کے برابر ہے جو وہ رمضان کے سوا اور دنوں میں خدا کی اطاعت میں ادا کرتا ہے اور یہ وہ مہینہ ہے کہ جس میں اگر کوئی شخص فرض ادا کرتا ہے تو وہ خدا کی نظر میں ایسا ہی ہے کہ جیسے اس نے رمضان کے سوا اور دنوں میں ایک

فرض نہیں بلکہ ستر فرض ادا کر دیئے اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا اجر جنت ہے اور یہ مہینہ لوگوں پر احسان کرنے، ان سے ہمدردی کرنے اور نیکیوں میں ان سے تعاون کرنے کا مہینہ ہے یہ مہینہ وہ مہینہ ہے جس میں مومنوں کا (روحانی اور جسمانی) رزق بڑھایا جاتا ہے یہ وہ مہینہ ہے کہ جس کا شروع خدا کی رحمتوں سے بھرا ہے اور جس کا وسط خدا کی مغفرت سے بھرا ہے اور یہ وہ مہینہ ہے جس کے آخر میں خدا کے فضل سے آگ سے نجات ملتی ہے۔ کوشش کرو کہ ان دنوں میں چار باتیں پورے طور پر حاصل کر لو ان میں سے دو باتیں ایسی ہیں جن سے تم خدا کو راضی کرتے ہو اور دو باتیں ایسی ہیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں۔ وہ باتیں جن سے تم خدا کو راضی کرتے ہو ان میں سے ایک یہ ہے کہ تم لاالہ الااللہ کے مضمون کو کامل طور پر اپنے نفسوں پر وارد کر لو اور حقیقی توحید پر قائم ہو جاؤ اور دوسری بات یہ ہے کہ تم کثرت سے خدا کا ذکر کرو اور اس سے استغفار کرو اور وہ باتیں جن کے بغیر تمہارا گزارہ نہیں وہ یہ ہیں کہ تم اللہ سے اس کی رضاء کی جنت مانگو یعنی اس کی کامل فرمانبرداری میں لگ جاؤ اور تضرع اور ابتہال کے ساتھ اس کی رضا کی راہوں کو تلاش کرو۔ اس کو راضی کر لو اور اس سے اس آگ سے پناہ مانگو جو خدا سے دوری کا لازمی نتیجہ ہے۔ پس رمضان میں تم یہ سارے فائدے حاصل کر لو۔

"عَنْ عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ رضؓ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ قَالَ یَوْمًا وَحَضَرَ رَمَضَانُ : اَتَاکُمْ رَمَضَانُ شَھْرُ بَرَکَۃٍ یَغْشَاکُمُ اللّٰہُ فِیْہِ فَیُنْزِلُ الرَّحْمَۃَ وَ یَحُطُّ الْخَطَایَا وَ یَسْتَجِیْبُ فِیْہِ الدُّعَاءَ یَنْظُرُ اللّٰہُ تعالٰی اِلٰی تَنَافُسِکُمْ فِیْہِ وَیُبَاھِیْ بِکُمْ مَلَائِکَتَہٗ فَاَرُوا اللّٰہَ مِنْ اَنْفُسِکُمْ خَیْرًا فَاِنَّ الشَّقِیَّ مَنْ حُرِمَ فِیْہِ رَحْمَۃَ اللّٰہِ عَزَّ وَجَلَّ۔

(طبرانی کبیر مسند عبادۃ ابن الصامتؓ)

حضرت عبادہ بن صامتؓ سے روایت ہے کہ رمضان آیا تو ایک دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تمہارے پاس رمضان آگیا ہے۔ یہ ایک برکتوں والا مہینہ ہے اس مہینہ میں اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی رحمت سے ڈھانپ لیتا ہے اور اپنی رحمتیں تم پر نازل کرتا ہے اور اس مہینہ میں وہ خاص طور پر تمہاری

باقی صفحہ ۴ پر

# روزہ ـــــ برکات واحکام

## از اخبار الحکم جلد ۲۰ نمبر ۱۷ مؤرخہ ۷ جون ۱۹۱۸ء

شھر رمضان الذی انزل فیه القران

اللہ تعالےٰ کے فیوض، برکات کا نزول اس مبارک مہینے کے ساتھ ایک خاص نسبت رکھتا ہے اور وہ برکات خاصہ جو روحانیت سے تعلق رکھتی ہیں انکو روزے کے ساتھ جو مناسبت ہے وہ ایک بدیہی امر ہے انبیاء علیہم السلام کی زندگی میں یہ راز خاص طور پر مشاہدہ میں آتا ہے کہ انہوں نے انوار نبوۃ کے نزول سے پیشتر ان مجاہدات سے ضرور حصہ لیا ہے جو روزہ سے مخصوص ہیں۔

مجھے ضرورت نہیں کہ انبیاء علیہم السلام کی زندگیوں میں اس اسوہ اور عمل کو تاریخی حیثیت سے بیان کروں۔ حضرت مسیح موعود..... نے انوار سماوی کے استقبال کے لئے خود ۶ ماہ تک روزہ کا ایک خاص مجاہدہ ایک بزرگ کے اشارہ پر کیا تھا چنانچہ حضرت مسیح موعود... خود فرماتے ہیں

"حضرت والد صاحب کے زمانہ میں ہی جبکہ ان کا زمانہ وفات بہت نزدیک تھا ایک مرتبہ ایسا اتفاق ہوا کہ ایک بزرگ معمر پاک صورت مجھکو خواب میں دکھائی دیا اور اس نے یہ ذکر کرکے کہ کسی قدر روزے انوار سماوی کی پیشوائی کے لئے رکھنا سنت خاندان نبوت ہے اس بات کی طرف اشارہ کیا کہ میں اس سنت اہل بیت رسالت کو بجا لاؤں سو میں نے کچھ مدت تک التزام صوم کو مناسب سمجھا۔ مگر ساتھ ہی یہ خیال آیا کہ اس امر کو مخفی طور پر بجا لانا بہتر ہے۔ پس میں نے یہ طریق اختیار کیا کہ گھر سے مردانہ نشستگاہ میں اپنا کھانا منگواتا اور پھر وہ کھانا پوشیدہ طور پر بعض یتیم بچوں کو جن کو میں نے پہلے سے تجویز کرکے وقت پر حاضری کیلئے تاکید کر دی تھی دے دیتا اور اس طرح تمام دن روزہ میں گزارتا اور بجز خدا تعالیٰ کے ان روزوں کی کسی کو خبر نہ تھی پھر دو تین ہفتہ کے بعد مجھے معلوم ہوا کہ ایسے روزوں سے جو ایک وقت میں پیٹ بھر کر روٹی کھا لیتا ہوں مجھے کچھ بھی تکلیف نہیں بہتر ہے کہ کسی قدر کھانے کو کم کروں سو میں اس روز سے کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ میں تمام رات دن میں صرف ایک روٹی پر کفایت کرتا تھا اور اس طرح میں کھانے کو کم کرتا گیا یہاں تک کہ صرف شاید چند تولہ روٹی میں سے آٹھ پہر کے بعد میری

غذا تھی۔ غالباً آٹھ یا نو ماہ تک میں نے ایسا ہی کیا اور باوجود اس قدر قلت غذا کے کہ دو تین ماہ کا بچہ بھی اس پر صبر نہیں کر سکتا خدا تعالیٰ نے مجھے ہر ایک بلا اور آفت سے محفوظ رکھا اور اس قسم کے روزہ کے عجائبات میں سے جو میرے تجربہ میں آئے وہ لطیف مکاشفات ہیں جو اس زمانہ میں میرے پر کھلے۔ چنانچہ بعض گذشتہ نبیوں کی ملاقاتیں ہوئیں اور جو اعلیٰ طبقہ کے اولیا اس امت میں گذر چکے ہیں ان سے ملاقات ہوئی۔ ایک دفعہ عین بیداری کی حالت میں جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معہ حسنین و علی رضی اللہ عنہم و فاطمہ رضی اللہ عنہا کے دیکھا اور یہ خواب نہ تھی بلکہ ایک بیداری کی قسم تھی غرض اسی طرح پر کئی مقدس لوگوں کی ملاقاتیں ہوئیں جن کا ذکر کرنا موجب طویل ہے اور علاوہ اس کے انوار روحانی تمثیلی طور پر برنگ ستون سبز و سرخ ایسے دل کش و دلستان طور پر نظر آئے تھے جن کا بیان کرنا بالکل طاقت تحریر سے باہر ہے۔ وہ نورانی ستون جو سیدھے آسمان کی طرف گئے ہوتے تھے جن میں سے بعض چمکدار سفید اور بعض سرخ تھے انکو دل سے ایسا تعلق تھا کہ ان کو دیکھ کر دل کو نہایت سرور پہنچتا تھا اور دنیا میں کوئی بھی ایسی لذت نہ ہوگی جیسا کہ ان کو دیکھ کر دل اور روح کو لذت آتی تھی۔ میرے خیال میں ہے کہ وہ ستون خدا اور بندہ کی محبت کی ترتیب سے ایک تمثیلی صورت میں ظاہر کئے گئے تھے یعنی وہ ایک نور تھا جو دل سے نکلا اور دوسرا وہ نور تھا جو اوپر سے نازل ہوا اور دونوں کے ملنے سے ایک ستون کی صورت پیدا ہو گئی یہ روحانی امور ہیں کہ دنیا ان کو نہیں پہچان سکتی کیونکہ وہ دنیا کی آنکھوں سے بہت دور ہیں لیکن دنیا میں ایسے بھی ہیں جنکو ان امور سے خبر ملتی ہے۔

غرض اس مدت تک روزہ رکھنے سے جو میرے پر عجائبات ظاہر ہوئے وہ انواع و اقسام کے مکاشفات تھے اور ایک فائدہ مجھے یہ حاصل ہوا کہ میں نے ان مجاہدات کے بعد اپنے نفس کو ایسا پایا کہ میں وقت ضرورت فاقہ کشی پر زیادہ سے زیادہ صبر کر سکتا ہوں میں نے کئی دفعہ خیال کیا کہ اگر ایک موٹا آدمی جو علاوہ فربہی کے پہلوان بھی ہو میرے ساتھ فاقہ کشی کے لئے مجبور کیا جائے تو قبل اس کے کہ مجھے کھانے پینے کے لئے کچھ اضطرار ہو وہ فوت ہو جائے اس سے مجھے یہ بھی ثبوت ملا کہ انسان کسی حد تک فاقہ کشی میں ترقی کر سکتا ہے اور جب تک کسی کا جسم ایسا سختی کش نہ ہو جائے میرا یقین ہے کہ ایسا تنعم پسند روحانی منازل کے لائق نہیں ہو سکتا لیکن میں ہر ایک کو یہ صلاح نہیں دیتا کہ ایسا کرے اور نہ میں نے اپنی مرضی سے ایسا کیا میں نے کئی جاہل درویش ایسے بھی دیکھے ہیں جنھوں نے شدید ریاضتیں اختیار کیں اور آخر یبوست دماغ سے وہ مجنون ہو گئے اور بقیہ عمر ان کی دیوانہ پن میں گذری یا دوسرے امراض سل و دق وغیرہ میں مبتلا ہو گئے انسانوں کے دماغی قویٰ ایک طرز کے نہیں ہیں پس ایسے اشخاص

جن کے فطرتاً قویٰ ضعیف ہیں ان کو کسی قسم کا جسمانی مجاہدہ موافق نہیں پڑسکتا اور جلد تر کسی خطرناک بیماری میں پڑجاتے ہیں سو بہتر ہے کہ انسان اپنے نفس کی تجویز سے اپنے تئیں مجاہدہ شدید میں نہ ڈالے اور دین العجائیز اختیار رکھے ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی الہام ہو اور شریعت غراء سے منافی نہ ہو تو اس کو بجالانا ضروری ہے لیکن آجکل کے اکثر نادان فقیر جو مجاہدات سکھلاتے ہیں ان کا انجام اچھا نہیں ہوتا ان سے پرہیز کرنا چاہیئے

اس میں حضرت مسیح موعود...... نے صاف طور پر اعتراف کیا ہے کہ یہ روزہ سنت خاندان نبوۃ ہے۔
غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت مسیح موعود.... اور دوسرے نبیوں کی زندگی میں یہ اسوہ ایک خاص مجاہدہ کا اسوہ ہے اور ہر قوم میں کسی نہ کسی حد تک روزہ کی عبادت فرض کی گئی ہے۔

جو عبادت اور مجاہدات اسلام نے انسان کے لئے فرض کی ہیں ان میں سے بعض روزانہ ہیں بعض ہفتہ وار اور بعض سالانہ عبادت اور فرایض میں سے بعض جسمانی ہیں اور بعض مالی اور بعض ان دونوں کی مشترکہ زکوۃ فریضہ مالی ہے روزہ فریضہ جسمانی ہے اور حج ان دونوں کا مجموعہ ہے روزہ اگرچہ سالانہ عبادت اور فریضہ جسمانی ہے مگر اس کا اثر اور نتیجہ انسان کے اعمال وافعال پر اگر صدق دل سے جیسا کہ اس کا حق ہے بجالایا جاوے پڑتا ہے کیونکہ روزہ کو انسان کی تطہیر اور تزکیہ سے خاص تعلق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خود روزہ کی علت غائی یہی بیان فرمائی لعلکم تتقون تاکہ تم متقی ہوجاؤ حقیقت میں روزہ انسان کو اعمال صالح کی ایسی تحریک کرتا ہے کہ انسان کا کامل تزکیہ ہوسکتا ہے جو شخص حلال اور طیب اشیاء کو خواہ کھانے پینے سے متعلق ہوں یا معاشرہ سے وابستہ ہوں محض خدا کی رضا کے لئے ایک خاص وقت تک چھوڑ سکتا ہے ناممکن ہے کہ وہ محرمات کی طرف رجوع کرے لیکن اصل بات یہ ہے کہ ہم حقیقت صوم سے غافل ہوتے ہیں ہمارے روزے ہماری نمازیں ایک رسم اور تکلف کا نمونہ ہوتی ہیں اسی لئے ان برکات اور فیوض سے محروم رہ جاتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حقیقت صوم ہی کو زیر نظر رکھ کر فرمایا تھا کہ جس نے رمضان کے روزے ایمان اور احتساب سے رکھے اس کے اگلے گناہ معاف ہوگئے۔ جب روزہ میں یہ قوت ہے کہ وہ پہلے گناہوں کی معافی کا موجب ہوسکتا ہے تو یہ لازمی امر ہے کہ آیندہ گناہ کے جذبات اور درذات کو مٹادیتا ہے۔

ہر شخص چاہتا ہے کہ اس گناہ آلود زندگی پر ایک موت طاری ہو جائے اور اس میں سعادت اور نیکی کا نشوونما ہو اس کے لئے روزہ ایک خاص ذریعہ ہے کیونکہ یہ انسان کے ان تمام گناہوں اور جذبات پر موثر ہے جو انسان کے کسی بھی عضوے متعلق ہوں۔

زبان۔ کان۔ آنکھ۔ ہاتھ پاؤں وغیرہ تمام اعضا پر یہ حکومت و اقتدار عطا کرتا ہے اور ان تمام خطا کاریوں سے بچاتا ہے جو انسان مال کے لالچ کی وجہ سے کر گزرتا ہے۔

غرض یہ امر واقعہ ہے کہ اگر انسان ایمان اور احتساب سے روزے رکھے تو یقیناً اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں

روزہ کے اغراض کے بیان کی تکمیل کے لئے اتنا اور کہہ دینا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ نے تین باتیں ارشاد فرمائی ہیں

اول لعلکم تتقون دوم لتکبر واالله علی ماھداکم سوم لعلکم تشکرون۔ گویا اسے روزے کی تثلیث کہنا چاہیئے اتقاء تکبیر و تقدیس اور شکر پس یہ ضروری بات ہے کہ ہم اپنے اعمال میں اس روح کو پیدا کریں اگر صدق و اخلاص ہمارے اعمال کی روح نہیں تو یقیناً وہ ایک چھلکے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتے بلکہ کچھ بھی نہیں۔

حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی کی طرف اشارہ کیا کہ کتنے روزہ دار ہیں جنکو روزہ بجز بھوکا مرنے کے اور کچھ حاصل نہیں اور کتنے ہی تہجد گذار ہیں کہ انہیں بجز شب بیداری کے اور کچھ نہیں۔ اس لئے یہ ضروری ہے کہ ہمارے اعمال محض تکلیف و تکلف کا ہی ذریعہ نہ ہوں بلکہ ان سے وہ سکون اور تسلی پیدا ہو جو ہر عمل صالحہ کا نتیجہ صحیحہ ہے۔

میں نے بتایا ہے کہ اغراض روزہ میں اتقاء جزو اعظم ہے اس سے مراد یہ ہے کہ انسان ہر قسم کے ان جذبات و اعمال سے بچتا رہے جو انسان کو تقرب الی اللہ سے روکتے ہیں اور اس کی نفسانی خواہشوں اور سفلی آلائشوں کو پیدا کر دیتے ہیں پس تمام نفسانی آلائشوں سے جسم و روح کو پاک رکھنے کا نام تقوی ہے جب یہ بات حاصل ہو جائے تو اللہ تعالیٰ کی تکبیر و تحمید اور تقدیس شکر لازمی چیز ہے جو پیدا ہو جائے گی۔ مت سمجھو کہ محض بھوک پیاس کی برداشت کا نام روزہ ہے ہر گز نہیں۔ میں نے ابھی بتایا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بھوکے رہنے والوں کا ذکر فرمایا

مت خیال کرو کہ صرف بعض جوارح پر پابندیاں عاید کرنے سے ہم حقیقی معنوں میں روزہ دار کہلائیں گے ہر گز نہیں۔ اس لئے کہ سید الرسل صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

روزہ کھانے پینے سے پرہیز کا نام نہیں بلکہ لغو اور عمل شر سے پرہیز کا نام روزہ ہے

مت خیال کرو کہ قول زور عمل بد اور طغیان عمل حقیقت صوم کو باطل نہیں کرتے؟ مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ

جو حالت صوم میں کذب و زور اور اعمال جہالت کو نہیں چھوڑتا تو ایسے شخص کے لئے خدا کو کچھ ضرورت نہیں کہ وہ خدا کے لئے بیکار اپنا کھانا پینا چھوڑ دے۔

پس خوب سمجھ لو کہ حقیقت روزہ تم سے کیا مطالبہ کرتی ہے وہ تمہیں ملکوتی صفات سے متصف کر دینا چاہتی ہے جو کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں خدا کی عبادت و بندگی ان کی زندگی ہے۔ یہی کیفیت روزہ سے پیدا کرنی مقصود ہے پس اس ماہ مبارک سے یہ کیفیت پیدا کرنے کی ہم کو کوشش کرنی چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے انحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو روزہ کے متعلق وہ عظیم الشان بشارتیں دی ہیں۔ اول یہ کہ انسان کے تمام اعمال اس کے لئے ہیں مگر روزہ میرے لئے ہے میں اس کی جزا ہوں دوم فرمایا کہ روزہ ڈھال ہے۔ حقیقت میں روزہ بے شبہ ڈھال ہے جو آخرت میں عذاب جہنم سے بچاتا ہے اور دنیا میں ہر قسم کی شرارت شیطنت سے اور اس عمل کا کیا کہنا جس کی جزا خود ذات باری ہو مبارک وہ جو عرصہ عمل و حرکت میں اس سپر کو لے کر آتا ہے اور مبارک وہ جس کے اعمال کی جزا رب العالمین ہو۔

## احکام صیام

مناسب ہے کہ روزہ کی حقیقت و علت غائی کے بیان کے بعد ضروری احکام بیان کر دیئے جاویں

اس امر کو کبھی فراموش نہیں کرنا چاہیئے کہ (.....) آسانی کا دین ہے۔ وہ انسان پر تکلیف مالایطاق کا بوجھ لادنا نہیں چاہتا اس لئے فرمایا گیا ہے الدین یسر اور اللہ تعالی نے مومنین کو آپ یہ دعا تعلیم فرمائی ربنا لاتحملنا مالاطاقتہ لنا بہ اے ہمارے رب جس بار گراں کی اٹھانے کی ہمیں طاقت نہیں وہ ہم پر نہ رکھ اور بار بار قرآن مجید نے یہ دعوی کیا لایکلف اللہ نفساً الاوسعہا خدا تعالی کسی کو اس کی طاقت سے زیادہ مکلف نہیں کرتا بلکہ عجیب تر بات یہ ہے کہ روزہ ہی کے احکام میں فرمایا یرید اللہ بکم الیسر ولایرید بکم العسر اللہ تعالی تمہارے لئے آسانی پسند کرتا ہے تنگی کا ارادہ نہیں فرماتا پس ایک طرف تو روزہ بجائے خود ایک مشقت اور مجاہدہ ہے دوسری طرف اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ خدا تعالیٰ آسانی کا ارادہ فرماتا ہے۔ تو یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ روزہ میں کیا آسانیاں زیر نظر ہیں؟ لاریب یہ ایک سوال ہے جو فطرتاً پیدا ہوتا ہے لیکن اس سوال کا جواب..... کی عظمت اور کمال کی دلیل ہے۔

اول روزہ خود ایک آسانی ہے اس مجاہدہ سے انسان عیاشی اور اسراف سے نجات پاتا ہے۔ اور غیر ضروری تکلفات سے اسے مخلصی ملتی ہے۔

دوم۔ ..... نے برخلاف دوسرے مذاہب کے تعذیب جسمانی کو عبادت قرار نہیں دیا جیسا کہ دوسرے مذاہب نے عقوبت جسمانی کو عبادت کا مرتبہ دیدیا۔ جوگی۔ سنیاسی۔ راہب اور غلط کار صوفی بھی ایسی ریاضتیں، ہیں اور مشقتیں کرتے،ہیں جنکا اثر روح اور تزکیہ نفس پر کچھ نہیں ہوتا۔ اور خود روزہ کے متعلق بعض مذاہب میں ایسی پابندیاں تھیں کہ انسانی قدرت اور قوت سے بالاتر تھیں اس لئے .... نے ان تمام کو دور کر کے سب سے اول روزے کے لئے تحدید اوقات کی۔

بعض لوگ صائم الدھر رہنا اعلے درجہ کی بات سمجھتے تھے یا یہودیوں میں صرف ایک وقت کھانا کھا سکتے تھے اس کے بعد دوسرے روز کے افطار تک کچھ نہ کھاتے اور اگر افطار کے بعد کھانا کھانے کے بغیر نیند آ جاوے تو کھانا جائز نہ تھا۔۔ اس قسم کی قیود کو.... نے اٹھایا اور روزہ کے لئے وقت مقرر کیا اور دائمی روزہ کو منع کر دیا صرف ایک مہینے کے روزے فرض کئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف فرمایا ہے جس نے ہمیشہ روزہ رکھا اس نے کبھی روزہ نہیں رکھا۔ یہاں سے صیام کے احکام شروع ہوتے،ہیں کیونکہ روزہ کے لئے ایک مہینہ مقرر ہے۔

## ماہ رمضان کب شروع ہوتا ہے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا چاند دیکھ کر روزے رکھنے شروع کرو اگر ابر ہو تو شعبان کے پورے ۳۰ دن ہونے کے بعد۔ ایک شہر والوں کا چاند دیکھنا دوسرے شہر والوں پر جہاں تک اختلاف مطالع نہ ہو حجت ہے اعتبار کی وہی صورت ہے جو عام معاملات میں ہوتی ہے۔

## نیت اور سحری

روزے کے لئے نیت ضروری ہے اور نیت دل کے ارادے کا نام ہے افق مشرق پر سیاہ دھاری سے سفید دھاری شمالاً جنوباً ظاہر ہونے تک کھانا پینا جائز ہے سحری اور نماز فجر میں بالعموم پچاس آیت کے پڑھنے کا وقفہ ہوتا تھا۔ پوہ پھٹنے کے بعد تک جنبی رہنا منع ہے۔ جو لوگ گھڑیوں سے کام لیتے ہیں وہ اتنا سمجھ لیں کہ طلوع آفتاب سے غالباً ڈیڑھ گھنٹہ پہلے تک صبح صادق سمجھ لیں اس لئے طلوع آفتاب کے ساتھ گھڑی کو ملا لیا جاوے سحری ٹھیک وقت پر کھائی جاوے اور اس کے بعد سو رہنے کی عادت کو ترک کر دینا

چاہیئے یہ سخت مضر اور گونہ مبطل اعمال ہے۔

## روزہ کے آداب

روزہ صرف کھانا پینا چھوڑ دینے کا نام نہیں روزہ دار جھوٹ باطل۔ لغو۔ جھوٹی قسم دیگر ناجائز امور سے پرہیز کرے نہ فحش بکے نہ جھگڑا کرے اگر کوئی کرے تو کہہ دے کہ میں روزہ دار ہوں غرض ہر قسم کے لغویات اور منہیات سے بچتا رہے جبکہ حلال وطیب کھانے پینے اور جماع سے رکا ہے تو لغویات کا ارتکاب کیوں کرے۔

## روزہ کھولنے کا وقت

روزہ کے کھولنے میں غیر معمولی دیر جائز نہیں سورج کی ٹکی ڈوبنے اور مشرق کی طرف رات چڑھ آنے پر روزہ کھول لینا چاہیئے۔
کھجور یا چھوہارے سے روزہ کھولنا اچھا ہے نہ ملے تو پانی سے افطار کے لئے تکلفات کا انتظام عصر سے شروع کر دینا غیر ضروری اور فضول ہے اور اکثر حقہ نوش روزہ دار حقہ سے روزہ کھولتے ہیں یہ تو نہایت ہی لغو اور بیہودہ ہے روزہ دار کے منہ کی بو کستوری سے بہتر ہے مگر حقہ سے روزہ کھولنے والے اپنے منہ کو اغلظ بناتے ہیں اس کو چھوڑ دینا چاہیئے روزہ تو حقہ افیون وغیرہ لغویات کے چھڑانے کا بہتر ذریعہ ہے۔

## روزہ کن باتوں سے ٹوٹ جاتا ہے

عمداً کھانے پینے اور جماع سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کا کفارہ ۶۰ روزے یا ۶۰ مسکینوں کو کھانا کھلانا ہے کلی کرتے وقت پانی اندر چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس کی قضا لازم ہے غروب آفتاب کی غلطی کا علم بعد میں ہو تو اس کی قضا بھی لازم ہے۔

## کن باتوں سے روزہ نہیں ٹوٹتا

اپنی بیوی کا بوسہ لے احتلام ہو جائے یا سرمہ لگائے مسواک کرے خشک ہو یا تر۔ آنکھوں میں دوائی ڈالے خوشبو سونگھے بھول کر کھا پی لینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا سرمہ کے متعلق حضرت مسیح موعود...... کا ارشاد ہے دن میں لگانا مکروہ ہے۔

# کون روزہ رکھنے سے معذور ہیں

بیہوشی۔ حمل، بچہ کو دودھ پلانا جیلخانہ یہ ایسے عذر ہیں کہ بعد میں قضا لازم آتی ہے حاملہ اور مرضعہ کو وقت نہ ملے تو فدیہ طعام مسکین دے مسافر بھی دوسرے وقت روزہ رکھے سات کوس کا سفر ہے مگر جس کا فرض منصبی یا پیشہ ہو وہ مسافر نہیں مریض صحتیاب ہو کر روزہ رکھے مرض کی تحدید نہیں۔ دائم المریض شیخ فانی ہر روزہ پر ایک مسکین کو دو وقت کا کھانا دے عورت بحالت حیض روزہ نہ رکھے قضا کرے استحاضہ والی روزہ رکھ لے۔ جو کام بطور پیشہ کئے جاتے ہیں ان کے عذر سے روزہ چھوڑنے کا حکم نہیں۔

# قیام رمضان

قیام رمضان جسے عام طور پر لوگ تراویح کہتے ہیں کوئی الگ نماز نہیں بلکہ تہجد ہی کی نماز ہے قیام رمضان کے تین طریق صحابہ میں مروج تھے۔ سب سے افضل جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے اول تک رہا کہ اپنے اپنے گھروں میں نماز تہجد پڑھتے تھے ۱۱ رکعت معہ وتر پھر سحری سے پہلے با جماعت ۸ رکعت اور تین وتر۔ تیسرے درجہ پر عشاء کے بعد ۱۱ رکعت باجماعت قرآن مجید سنیں۔ بیس رکعت بھی صحابہ نے پڑھی ہیں اور اس پر قطعاً صحابہ کرام نے انکار نہیں کیا۔

بالآخر دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم میں حقیقت صوم پیدا کرے اور یہ رمضان ہمارے لئے برکات اور فیوض کا ذریعہ ہو۔ آمین

# روزہ ـــــ اولیاء اللہ کا شیوہ

محترم شبیر احمد صاحب ثاقب ـــــ جامعہ احمدیہ۔ ربوہ

روزہ عبادت کا وہ اہم رکن ہے جس کے بارہ میں خدا تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان پر جاری فرمایا۔ الصوم لی وانا اجزی بہ کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزا بن جاتا ہوں۔ اسی لئے خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول میں سیدنا حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کی عبادت میں عظیم الشان اسوہ پیش فرمایا۔ اور صحابہ کرام نے بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ہر ادا پر نثار ہوتے تھے اس ضمن میں قابل تقلید روایات قائم کیں۔ ذیل میں چند نمونے ہدیہ قارئین کئے جا رہے ہیں۔

بسا اوقات حضور صلی اللہ علیہ وسلم متصل روزے رکھتے آپ کی تقلید میں صحابہ نے بھی متصل روزے رکھنے شروع کئے لیکن آپ نے صحابہ کو روک دیا اور فرمایا میری حالت تم سے مختلف ہے مجھ کو خدا کھلاتا پلاتا ہے۔ (مسلم کتاب الصیام باب النہی عن الوصال فی الصوم)

تاہم بعض صحابہ صوم وصال کے پابند تھے چنانچہ حضرت عبداللہ بن زبیر متصل ایک ایک ہفتہ کا روزہ رکھا کرتے تھے۔ پیر کا روزہ کبھی ناغہ نہ ہوتا تھا۔ (اسد الغابہ تذکرہ ابن زبیر مستدرک حاکم جلد نمبر3 صفحہ 549)

حضرت ابو امامہؓ نے متعدد غزوات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے دعائے شہادت کی درخواست کی لیکن آپ نے ان کی سلامتی کی دعا کی اخیر میں عرض کیا اچھا یہ نہ سہی تو کسی ایسے عمل کی ہدایت فرمائیے کہ خدا مجھے اس سے نفع دے آپ نے روزے کا حکم دیا اور انہوں نے متصل روزے رکھنے کا التزام کر لیا خادم اور بی بی نے بھی اس عمل صالح میں شرکت کی اور روزہ ان کے گھر کا امتیازی نشان بن گیا اگر کسی دن ان کے گھر دھواں اٹھتا تو لوگ سمجھ جاتے کہ آج ان کے گھر کوئی مہمان آیا ہے۔ (مسند احمد بن حنبل جلد نمبر5 صفحہ 255)

حضرت عبداللہ بن رواحہ جن کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کی رحمت ہو ابن رواحہ پر وہ ایسی مجلس پسند کرتا ہے جس پر فرشتے بھی فخر کرتے ہیں۔ ایک دن سفر میں اتنی شدید گرمی

تھی کہ آفتاب کی تمازت سے لوگ سروں پر ہاتھ رکھے ہوئے تھے لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور ابن رواحہ اس حالت میں بھی صائم (روزے سے) تھے۔ (بخاری جلد نمبر 1 صفحہ 261)

حضرت ابودرداء کو (فرض کے علاوہ) نفل روزے رکھنے کا اسقدر شوق تھا کہ اگر یہ معلوم ہوجاتا کہ آج گھر میں کچھ کھانے کو نہیں تو کہتے کہ میں روزے سے ہوں۔

حضرت ابوطلحہ حضرت ابوھریرہ۔ حضرت حذیفہ اور حضرت عبداللہ بن عباس کا بھی یہی حال تھا۔ (بخاری کتاب الصوم باب اذا نوی بالنہار صوماً)

بعض صحابیات نفلی روزے رکھتی تھیں جس کو ان کے شوہر پسند نہ کرتے انہوں نے روکا تو ان کو سخت ناگوار ہوا اور رسول اللہ کی خدمت میں جا کر شکایت کی لیکن آپ نے حکم دیا کہ کوئی عورت شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزہ نہیں رکھ سکتی۔ (ابوداؤد کتاب الصیام)

حضرت ابودرداء جن کا شمار علمائے اصحاب میں ہے حضرت ابوذر غفاری ان کے متعلق فرماتے ہیں "زمین کے اوپر اور آسمان کے نیچے تم سے کوئی بڑا عالم نہیں"۔ ان کے متعلق لکھا ہے قیام لیل اور نماز پنجگانہ کے علاوہ تین چیزوں کے نہایت سختی سے پابند تھے ہر ماہ تین دن روزے رکھتے تھے وتر پڑھتے اور حضر و سفر میں چاشت کی نماز ادا کرتے۔ (کنزالعمال جلد 7)

حضرت عبداللہ بن عمرو صائم الدھر رہا کرتے تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو منع فرمایا اور کہا ہر مہینے میں صرف تین دن روزہ رکھا کرو لیکن ان کے شوق کو اس سے تسکین نہ ہوئی کہنے لگے مجھ میں اس سے زیادہ طاقت ہے ارشاد ہوا تو صوم داودی کا التزام کرلو (یعنی ایک دن کا ناغہ دیکر دوسرے دن کا روزہ رکھو)۔ (مسلم کتاب الصیام)

مجیبہ الباھلیہ نے اپنے باپ یا چچا سے روایت کیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے کچھ عرصہ رہے پھر واپس چلے گئے دوسرے سال پھر حاضر خدمت ہوئے تو صورت اس قدر بدل چکی تھی کہ آپ نے ان کو پہچانا نہیں اس پر انہوں نے خود اپنا تعارف کرایا اور کہا کہ میں وہی شخص ہوں جو پچھلے سال آیا تھا آپ نے فرمایا تمہارا کیا حال ہوگیا ہے؟ تمہاری صورت تو اچھی خاصی تھی عرض کیا جب سے آپ سے جدا ہوا ہوں رات کے سوا دن کو کبھی کھانا نہیں کھایا یعنی برابر روزے رکھے آپ نے فرمایا اپنے نفس کو اس قدر کیوں عذاب میں ڈالتے ہو پھر فرمایا تم یوں کرو کہ رمضان بھر کے روزے رکھو اور ہر ہر مہینہ میں ایک روزہ رکھ لیا کرو لیکن ان کے ذوق روزہ کو تسکین نہ ملی عرض کیا کچھ اور بڑھایئے آپ نے فرمایا پھر ہر مہینہ میں دو دن روزہ رکھ لیا کرو مگر اس سے بھی ان کی تسلی نہ ہوئی اور عرض کیا کچھ اور بڑھایئے آپ نے فرمایا پھر ہر ماہ تین دن روزہ رکھ لیا کرو لیکن وہ اس پر بھی مطمئن نہ ہوئے اور مزید

بڑھانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا پھر اشہر الحرام (ذیقعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب) میں روزے رکھو اس طرح کہ تین دن روزہ رکھو پھر تین دن چھوڑ دو پھر تین دن روزہ رکھو اور پھر تین دن چھوڑ دو۔ پس اس طرح کر لو۔ (ابوداؤد کتاب الصوم باب فی صوم اشہر الحرام)

# اکابر تابعین

صحابہ نے جس شوق اور جذبے سے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ کو اپنی زندگیوں میں جاری کیا ان کے بعد آنے والوں نے بھی پوری ہمت اور جوش سے ان جواہرات سے اپنے دامن بھرے اور یہ چشمہ جاری وساری رہا ذیل میں تابعین کے چند نمونے پیش کئے جاتے ہیں۔

احنف بن قیس جنہوں نے روایات کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر شرف دیدار سے محروم رہے اس لئے تابعین میں شمار کیے جاتے ہیں ان کے متعلق لکھا ہے کہ احنف کا نماز کا وقت عموماً رات کو ہوتا تھا وہ چراغ جلا کر اس کی لو پر انگلی رکھتے اور نفس سے خطاب کر کے کہتے تجھکو فلاں فلاں دن فلاں فلاں کام کرنے پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ ضعف میں جب کہ قوی روزے کے متحمل نہ رہ گئے ان کے ایک ملنے والے نے کہا اب آپ کے قوی بہت ضعیف ہو گئے ہیں روزے آپ کو اور زیادہ کمزور کر دینگے جواب دیا میں اس کو ایک بہت لمبے سفر کے لئے تیار کرتا ہوں۔
(طبقات ابن سعد جلد نمبر 7 صفحہ 37)

حضرت ابن عباس کے شاگرد مشہور محدث عبدالملک المعروف ابن جریج کے متعلق لکھا ہے۔ روزے سے بے انتہا شغف تھا پورا سال روزے سے رہتے تھے اور ہر ماہ صرف تین دن وہ روزے چھوڑتے۔ (سیر الصحابہ جلد نمبر 8 صفحہ 278)

ابراہیم بن یزید تیمی کی ریاضت و عبادت کے متعلق لکھا ہے کہ عبادت میں اس قدر اہتمام تھا کہ تکبیر اولیٰ کبھی قضا نہ ہوتی تھی اور روزوں کا یہ حال تھا کہ دو دو مہینے مسلسل روزے رکھتے تھے اور محض ایک انگور روزانہ پر پورا چلہ گزار دیتے تھے۔ (سیر الصحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 17)

ابراہیم بن یزید النخعی جو کوفہ کے ممتاز ترین تابعین میں سے تھے کے متعلق لکھا ہے کہ نہایت عابد و زاہد تھے راتوں کی تنہائی میں لوگوں سے چھپ کر عبادت کرتے تھے اور ایک دن ناغہ دیگر پابندی سے روزہ رکھتے تھے۔ (طبقات ابن سعد صفحہ 192)

اسود بن یزید جن کے بارے میں امام نووی لکھتے ہیں۔ کہ ان کی توثیق و جلالت پر سب کا اتفاق ہے آپ حدیث کے ممتاز حفاظ میں سے تھے نماز مشغلہ زندگی تھا سات سو نوافل روزانہ پڑھتے تھے اور

روزوں سے بھی یہی شغف وانہماک تھا قریب قریب ہمیشہ روزہ رکھا کرتے تھے ایسے سخت موسم میں بھی روزہ نہیں چھوٹتا تھا جب سرخ اونٹ جیسا قوی اور گرمی برداشت کرنیوالا جانور بھی گرمی کی شدت سے بے حال ہوجاتا اور پیاس کی شدت سے رنگ بدل جاتا تھا اور زبان سوکھ کر کانٹا ہوجاتی تھی۔ لیکن ان کا روزہ نہ چھوٹتا تھا اگر لوگ کہتے کہ نفس کو اتنی تکلیف نہ دیجیئے تو جواب دیتے تکلیف نہیں بلکہ راحت پہنچانا چاہتا ہوں۔ (طبقات ابن سعد 48)

ابو بکر بن عبد الرحمن تابعی جو حضرت عمر کے عہد خلافت میں پیدا ہوئے مدینہ کے عابد ترین بزرگوں میں سے تھے زہدو عبادت کی کثرت کی وجہ سے "راہب قریش" انکا لقب ہوگیا تھا کئی کئی دن کا مسلسل روزہ رکھتے تھے۔ (سیر الصحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 566)

تابعی محمد بن سیرین جنہوں نے حضرت انس بن مالکؓ کے دامن علم میں تربیت پائی اور مدتوں انکے ساتھ رہے ابن حیان انکے متعلق لکھتے ہیں محمد بن سیرین بصرہ کے سب سے بڑے متورع، فقیہہ، فاضل، حافظ اور معبر خواب تھے انکا سب سے محبوب مشغلہ عبادت تھا ابن عماد حنبلی لکھتے ہیں وہ علم اور عبادت دونوں میں انتہائی کمال پر تھے ساری رات عبادت میں بسر ہوتی تھی۔ ایک دن چھوڑ کر ہمیشہ روزہ رکھتے تھے۔ (سیر الصحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 468)

ابو اسحاق سبیعی عثمانی عہد کے آخر میں کوفہ میں پیدا ہوئے علامہ نووی لکھتے ہیں انکی توثیق، جلالت اور ثنا پر سب کا اتفاق ہے امام ذہبی لکھتے ہیں کان صواماً و قواماً یعنی بڑی کثرت سے روزے رکھنے والے اور قیام کرنے والے تھے آپ بکثرت روزے رکھتے تھے آخر عمر میں جب قویٰ ضعیف ہوگئے اور عبادت شاقہ کے متحمل نہ رہے اسوقت ان معمولات میں فرق آگیا لیکن پھر بھی مہینہ میں تین دن اور ہر جمعہ اور دوشنبہ کو اور اشہر الحرم میں پابندی سے روزے رکھتے تھے۔ (سیر الصحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 561)

امام یوسف عہدہ قضا کے قبول کرلینے کے بعد 100 رکعت روزانہ نماز پڑھتے تھے روزہ کا بھی اہتمام کرتے تھے خصوصیت سے رجب و شعبان میں پورے مہینہ کے روزے رکھتے تھے۔

(سیر الصحابہ جلد نمبر 7 صفحہ 95 ذکر امام یوسف)

الغرض روزہ ایسا مجاہدہ اور ریاضت ہے جو خدا تعالیٰ کے قرب کی راہوں کو ہموار کرتا ہے اور لقاء الٰہی کی منزل کو قریب تر دیتا ہے۔

## بقیہ: برکات و فضائلِ رمضان

دعاؤں کو قبول کرتا ہے اور بڑے پیار کی نظر سے رضاء باری کے لئے تمہارے شوق اور ولولہ کو دیکھتا ہے اور تمہارے اس شوق اور رغبت الی اللہ کی وجہ سے تم پر پیار کی نظر ڈالتا ہے اور فرشتے تم پر فخر کرتے ہیں پس تم بھی خاص طور پر اس مہینہ میں اللہ کے حضور میں محبت سے بھری ہوئی عبادت۔ اعلیٰ اخلاق اور اعمال صالحہ کے تحفے پیش کیا کرو اور خدا کی نظر میں مقبول ہو جاؤ خیر ہی خیر ہو جاؤ کیونکہ بڑا ہی بد قسمت اور بد بخت ہے وہ انسان کہ جس کو خدا کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کو سمیٹنے کا موقعہ ملا اور وہ ان سے محروم ہو گیا۔ حضرت مسیح موعود فرماتے ہیں۔

"میری تو یہ حالت ہے کہ مرنے کے قریب ہو جاؤں تب روزہ چھوڑتا ہوں طبیعت روزہ چھوڑنے کو نہیں چاہتی یہ مبارک دن ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و رحمت کے نزول کے دن ہیں۔"

(الحکم جلد 5 نمبر 3، 29 جنوری 1901ء صفحہ 5)

۱۹ء

ے

یں

اور

اور

وم

کو

(5

# فرشتے اُس کیلئے روزے رکھیں گے

”میرے نزدیک اصل یہی ہے کہ جب انسان صدق اور کمال اخلاص سے باری تعالیٰ میں عرض کرتا ہے کہ اس مہینے میں تو مجھے محروم نہ رکھ تو خدا اُسے محروم نہیں رکھتا اور ایسی حالت میں اگر انسان ماہ رمضان میں بیمار ہو جاوے تو یہ بیماری اس کے حق میں رحمت ہوتی ہے کیونکہ ہر ایک عمل کا مدار نیّت پر ہے مومن کو چاہیئے کہ وہ اپنے وجود سے اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کی راہ میں دلاور ثابت کر دے جو شخص کہ روزے سے محروم رہتا ہے مگر اس کے دل میں یہ نیّت دردِ دل سے تھی کہ کاش میں تندرست ہوتا اور روزہ رکھتا اور اس کا دِل اس بات کے لئے گریاں ہے تو فرشتے اُس کے لئے روزے رکھیں گے۔ بشرطیکہ وہ بہانہ جُو نہ ہو تو خدا تعالیٰ ہرگز اُسے ثواب سے محروم نہ رکھے گا۔“

(البدر جلد ۱ نمبر ۷ مورخہ ۱۲ - دسمبر ۱۹۰۲ء صفحہ ۵۲-۵۳)